New Era Magazine
ہماری دوستی بے مثال
NEW ERA MAGAZINE
از قلم ثانیہ انصاری
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(Continue Novel)

ہماری دوستی بے مثال

از ثانیہ انصاری

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

نفرت مجھے کرنا نہیں آتا محبت میں ہر پل مرا ہوں

تیری یادوں سے روز گزرتا ہوں تیری یادوں میں پل پل مرا ہوں

زندگی کسے کہتے ہے مجھے جینا نہیں آتا

جو تکلیف ملی ہے روح کو میں اس سے پل پل آشنا ہوا ہوں

یہ جو کمرہ ہے تیری یادوں کا میرے دل میں

یہاں ہر روز آگ لگتی ہے یہاں ہر پل جلا ہوں

از قلم ثانیہ انصاری

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا حال ہے چڑیل

شان نے نور سے کہا وہ جو کچن میں پانی پینے کے غرض سے آئی تھی اسکے اچانک بولنے پر وہ اچھل کر سیدھی ہوئی شان کی شکل دیکھ کر وہ ایک گہری سانس لیتی اُسکا جواب دیے بنا چیئر پر بیٹھ کر پانی پینے لگی

کیا کر رہی ہو؟

اسکے کچھ نا بولنے پر پھر اسنے سوال کیا

تمہارا قتل کرنے کا منصوبہ سوچ رہی ہوں

وہ پانی پیتے ہوئے آرام سے بولی

وہ تو تم پہلے ہی کر چکی ہو

وہ بلکل اسکے سامنے آ کھڑا ہوا اور ایک ہاتھ ٹیبل پر رکھتے اُسکی آنکھ میں جھانک کر بولا

اگر میں قتل کرتی تو تم یہاں کھڑے نا ہوتے

نور نے بھی اُسکی آنکھوں میں جھانک کر کہاں

ضروری نہیں قتل صرف وہی ہے جس میں جان نکلتی ہو ایک یہ بھی قتل ہے جس کا دل ہی اسکے پاس نا ہو

شان نے ویسے ہی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا

تمھیں بہت پتہ ہے اس قتل کے بارے میں

نور نے ادھر اُدھر دیکھتے کہا اور گلاس رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئے

مجھے نہیں پتہ ہو گا تو کسے ہو گا

اُسکی ہونٹوں پر مسکراہٹ مسلسل تھی

کون ہے وہ شخص

وہ اسکے آنکھ میں جھانکتی بولی

ہے بہت خاص

وہ بھی اُسکی آنکھوں میں جھانکتا بولا

کبھی مجھے بھی ملوانا میں بھی تو دیکھوں کون ہے

وہ کہتی پلٹ کر کچن سے باہر نکل گئی، اُسکی مسکراتی نظریں دور تک اُسکا پیچھا کیا

وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے ہاتھوں میں کی چوڑیاں اُتار رہی تھی اچانک دروازہ کھولنے کی آواز پر پیچھے پلٹی جہاں سامنے ہی وہ اپنے تر وجوہات کے ساتھ اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے کھڑا تھا، وہ بنا پلک جھپکائے اُسے ہی دیکھ رہی تھی جو سیاہ کرتا سلوار پر بوتل گرین واسکٹ پہنے نیاہت پر کشش لگ رہا تھا

کیا بہت ہینڈسم لگ رہا ہوں میں

وہ قدم اٹھاتا بلکل اسکے مقابل کھڑا ہوا وہ اپنے خیالوں کی دنیا سے باہر آئی

آپ۔۔؟

ہانیہ نے ناسمجھی سے اُسے دیکھا

ہاں میں

اسنے تھوڑا اسکے جانب جھکتے کہا

آپ۔۔۔آپ یہاں کیا کر رہے ہے

وہ بوکھلا کر پیچھے ہوتی بولی تو طلحہ اُسے حیرت سے دیکھنے لگا

تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے

وہ اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھتا مصنوعی فکر مندی سے بولا وہ ایک قدم پیچھے ہوئی

آپ یہاں کیا کر رہے ہے، شرج۔۔

میری جان یہ جگہ میری ہی ہے

وہ اُسکی بات کاٹتا ایک قدم آگے بڑھا اُسے آگے آتا دیکھ وہ بدک کر دو قدم پیچھے ہوئی

آپکا دماغ خراب ہو گیا ہے ابھی کچھ دیر پہلے میرا نکاح شرجیل سے ہوا ہے

ہانیہ بھڑک کر بولی طلحہ کا دل کیا شرجیل کا گلا گھونٹ دے مگر ضبط سے بولا

دماغ تمہارا خراب ہو چکا ہے اور لگتا ہے بھولنے کی بیماری بھی ہو گئی ہے

وہ اُسکی جانب بڑھا ہانیہ نے قدم پیچھے لینا چاہا مگر بیچ میں وارڈروب آڑے آ گیا

کہا تھا نا میں نے، تم صرف میری ہو

وہ ہانیہ کے کے دائیں بائیں ہاتھ رکھتے مسکرا کر اُسکی آنکھوں میں جھانکتے بولا ہانیہ گھبرا کر خود میں سمٹی

آپ۔۔

اُسکی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے جب اُسے کچھ سمجھ نہیں آیا تو وہ رونے لگی

یار رو کیوں رہی ہو

اُسے روتا دیکھ وہ بوکھلا گیا

آپ یہاں کیا کر رہے ہے

اسنے روتے ہوئے سوال دوہرایا

یار میں بتاتا ہوں تمہیں سب

طلحہ کہے کر ہر بات بتانے لگا کیسے اسنے شرجیل کے خلاف ثبوت اکھٹا کیا اور کیسے ہانیہ کے متعلق یوسف صاحب سے بات کی، اسکے چہرے کا اُتار چھڑاؤ دیکھنے لگا

میرا نکاح آپ سے ہوا ہے

وہ اپنے آنسو پوچھتی بولی دل کے کسی کونے میں ایک اطمینان ہوا

اتنی دیر سے میں تمہیں کیا بتا رہا ہوں

طلحہ نے اُسے مصنوعی گھوری سے نوازا

کسی نے مجھے کیوں نہیں بتایا میرا نکاح آپ سے ہو رہا ہے حانم نے بھی نہیں بتایا

اسنے شکایت کی

میں نے یوسف انکل سے تو کہا تھا آپ اُسے میرے متعلق بتا دیں

وہ اسکے گال پر ہاتھ رکھتے اسکے آنسو صاف کرتا بولا

کیا نہیں بتایا تھا؟

وہ اُسکے آنکھوں میں دیکھتا بولا

بتایا تھا مگر میں نے نہیں دیکھا تھا

وہ اُسکا ہاتھ جھٹکتی بولی

اچھا ہوا نہیں دیکھا

وہ پیچھے ہوتا کندھے اچکا کر بولا

کیوں؟

ہانیہ نے نا سمجھی سے سوال کیا

مجھے تم سے نکاح کرنا تھا اگر پوچھتا تو کیا تم ہاں کہتی

وہ بیڈ پر نیم دراز ہو چکا تھا

کبھی نہیں کہتی

اُسے بلاوجہ غصّہ آیا

بس اس لئے

وہ کندھے اچکاتے اطمینان سے بولا اُسکا اطمینان دیکھ اُسے آگ ہی لگ گئی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اٹھے میرے بیڈ سے

وہ اسکے سر پر جا کھڑی ہوئی

کیوں

وہ ایسے ہی لیٹا بولا

آپ جائے میرے کمرے سے

اسنے دروازے کے جانب اشارہ کرتے دانت پیس کر کہا

چلا جاؤنگا اتنی جلدی بھی کیا ہے

وہ جھٹکے سے آٹھ کر اُسکی سامنے کھڑا ہوا ہانیہ بوکھلا کر پیچھے ہوئی

بھاڑ میں جائے آپ

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں کہتی واشروم جانے لگی تھی مگر اس سے پہلے طلحہ نے اُسکی کلائی پکڑتے ہوئے جھٹکے سے اپنے جانب کھینچا وہ کھنچتی ہوئی اسکے سینے سے ٹکرائی

اففف

وہ ماتھے پر ہاتھ رکھتی کراہی

سوری یار

وہ اسکے ماتھے کو دیکھتے بے چینی سے بولا

سر پھاڑ کر سوری کہے دیا بس

وہ دانت پر دانت جمائے بولی جب دروازے پر دستک ہوئی

ابے گدھے نکل انکل ڈھونڈ رہے ہے تُجھے

باہر سے حمزہ کی آواز آئی طلحہ نے دانت پیستے ہوئے دروازے کے جانب دیکھا

تم سے اب یونی میں ملاقات ہوتی ہے

وہ اسکے پیشانی پر لب رکھتے دروازے کے جانب بڑھ گیا

اویں ملاقات ہو گی

ہانیہ اپنا ماتھا ہاتھ سے رگڑتی تپ کر بولی

وہ پانی پی رہا تھا جب کسی کی ٹکر کی وجہ سے سارا پانی گر کر اسکے کرتے میں جذب ہو گیا

وہ غصے سے کھولتا ہوا اپنے کپڑے کو دیکھا اور پھر سر اٹھا کر گرانے والے کے جانب

دیکھا جہاں جنت منہ پر ہاتھ رکھے آنکھیں پھاڑ کر حیرت سے اُسکا کپڑا دیکھ رہی تھی

آج تو تم بتا ہی دو تمہارا مسئلا کیا ہے

وہ گلاس ٹیبل پر پٹختے دانت پر دانت جمائے بولا

وہ غلطی سے گر گیا

جنت نے اُسے دیکھتے کہا اور پہلی بار اپنی غلطی مانی

ایسی غلطی صرف مجھ پر ہی کیوں ہوتی ہے تمہاری

وہ دونوں ہاتھ سینے پر لپیٹے طنزیہ انداز میں بولا

کہا تو غلطی سے گر گیا اب کیا بار بار وہی پوچھ رہے ہو

جنت جھنجھلائی

ایک تو چوری اوپر سے سینا زوری

اسنے اُسے گھورا

بکواس کم کرو اور راستہ دو مجھے جانا ہے

جنت نے اُسکی گھوری کو نظر انداز کرتے اُسے سامنے سے ہٹنے کو کہا جو پورا جگہ پھنسائے

کھڑا تھا

نہیں ہٹونگا

وہ اور پھیل کر کھڑا ہوا صارم ذوالفقار جنت کو جلانے کے لیئے دنیا میں آیا تھا

دیکھو جنگلی بلے ہٹو

جنت نے اُسے وارن کرنے کے انداز میں کہا

نہیں ہٹونگا لڑاکا بلی

وہ بھی اُسے کے انداز میں بولا

میں نا۔۔ میں نا تمہارا سر پھاڑ دو نگی

اسنے دانت کچکچھاتے کہا

تم جیسی چڑیل سے مجھے یہی اُمید ہے

وہ اُسکا مذاق بناتے بولا، جنت نے اپنی ہیل پوری قوت سے اسکے پیر پر مارا وہ بلبلا اٹھا

دیکھ لو میں تمہاری اُمید پر پورا اتری ہوں

جنت نے جلا دینے والی مسکراہٹ سے کہا

نام تو جنت ہے لیکن حرکتیں ساری جن والی ہے

وہ اپنے پیر کو دیکھتا دانت پیس کر بولا جنت کی مسکراہٹ دیکھ کر اُسکے غصہ میں مزید اضافہ ہوا وہ غصے سے کھولتے ہوئے ٹیبل پر رکھے پانی کا جگ کو اُٹھایا اور سارا پانی اسکے اوپر اڈھیل دیا، پھر ایک جلا دینے والوں مسکراہٹ پاس کرتے آگے بڑھ گیا وہ کسی کا قرض نہیں رکھتا تھا کسی نے ایک دیا تو وہ سو اُسکے منہ پر مارتا تھا

تمہیں تو بعد میں دیکھو نگی

جنت نے غصے سے اُسکی پشت دیکھتے خود کلامی کی

اسنے گراؤنڈ میں پانچویں بار چکر لگایا تھا جیسے کچھ تلاش کر رہی ہو اُسکی سانس پھولی ہوئی تھی ماتھے پر پسینے کی بوندیں واضح ہو رہی تھی چہرے پر غصّہ کی جھلک صاف نظر آ رہی تھی، وہ قدم بڑھاتے اسکے پاس پہنچا

کونسا ہیرا تلاش کر رہی ہو وائٹ وچ جو بار بار گراؤنڈ میں چکر لگا رہی ہو

وہ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے اُس سے بولا جو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر زمین پر نا جانے کیا ڈھونڈ رہی تھی اسکے بولنے پر اسنے پلکیں اٹھا کر اُسے گھورا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی

کہیں تم اسے تو نہیں ڈھونڈ رہی

وہ ہاتھ میں ایر نگ پکڑے اسکے سامنے کرتا بولا اُسے دیکھ کر زویا کی آنکھ چمکی جیسے تلاش ختم ہوئی ہو اور لمحہ ضائع کئے بغیر اُسے جھپٹنے ہی والی تھی مگر اسنے اپنا ہاتھ تھوڑا اونچا کر لیا جس سے وہ پکڑ نہیں پائی

دو مجھے

اسنے ایر نگ پر نظر گاڑے ایڑی کو اٹھاتے کہا

کالا رنگ بھی کسی کسی پہ جچتا ہے

اور جس پر جچتا ہے کمال جچتا ہے

وہ اُسکی باتوں کو نظرانداز کرتے اُسے گہری نظر سے دیکھتے بولا وہ بلیک ٹراؤزر پر بلیک کرتی اور بلیک ہی ڈوپٹہ سانے پر پھیلائے اسکے دودھیا رنگ پر مزید خوبصورت بنا رہا تھا

اپنی یہ گھسی پٹی شاعری اپنے پاس رکھو اور ایر نگ دو میری

وہ اسکے سامنے ہتھیلی پھیلاتی کچکچا کر بولی

وہاں نا پھول کھلتے ہے نا ہی موسم بدلتے ہے

وہاں پر کچھ نہیں ہوتا جہاں پر تم نہیں ہوتے

وہ پھر اُسکی بات نظرانداز کرتے انکھوں میں محبت کا جہاں آباد کئے اسکے جانب ایک قدم بڑھتا خمار الود لہجے میں بولا

یہاں ویسے تو ہر سوغات آسانی سے ملتی ہے

پر میرا دل نہیں لگتا جہاں پر تم نہیں ہوتے

)ابھی تک تو ٹھیک تھا پھر اسکے اندر ٹھرکی کی روح گھس گئ(

زویا نے اُسے دیکھتے دل میں سوچتے وہ گھبرا کر ایک قدم پیچھے ہوئی وہ اُسکی محبت کو فلرٹ سمجھتی تھی عجیب تھی غلط سمجھتی تھی

یہاں تو لوگ صدیوں کو بھی لمحوں میں بدلتے ہے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرا ایک پل نہیں کٹتا جہاں پر تم نہیں ہوتے

وہ عین اسکے سامنے کھڑے ہو کر اُسکی آنکھوں میں جھانکتا بول رہا تھا وہ اُسکی نظروں کی تاب نہ لا سکی اور نظر پھیری، اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا جیسے اعتماد بحال کرنے کی کوشش کی ہو اسنے پھر پلکے اٹھا کر اُسے دیکھا

سبب رونے کا پوچھے تو اتنا کہے دینا میرے دوست

مجھے ہنسنا نہیں آتا جہاں پر تم نہیں ہوتے

زویا سانس روکے اُسے ہی سن رہی تھی اور ایکدم گھبرا کر چار پانچ قدم دور جا کھڑی ہوئی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہوا

ذوہان نے مسکراہٹ دبائی

ایر نگ دو میری

وہ وہی سے اپنی گھبراہٹ پر قابو کرتی بولی

اتنے دور سے کیسے دوں

وہ اُسے تنگ کرنے سے باز نہیں آیا

مجھے دے رہے ہو یا

انداوار ننگ دینے والا تھا

تم یہاں آ ودے دیتا ہوں

اسنے ڈھیٹ بنتے کہا وہ ازل سے ڈھیٹ تھا

بھاڑ میں جاؤ تم

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں کہتی واک آؤٹ ہو گئ

کہیں جانے کے قابل ہی تو نہیں چھوڑا ہے تم نے

وہ اُسکی ائر نگ دیکھتے مسکراتے ہوئے خود کلامی کی، ایر نگ کو اپنی جیب میں رکھتا آگے بڑھ گیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یاہو میں جیت گئ

وہ موبائل میں پب جی کھیلتے ہوئے چل رہی تھی پھر اچانک خوشی سے چیخ پڑی

جیتی ہو تو میرے کان کیوں پھاڑ رہی ہو

حمزہ جو فون پر کسی سے بات کر رہا تھا وہ رکھتے ہوئے چیخ کر بولا

تمہارے کان پھٹ گئے

حانم نے آنکھیں پٹپٹا کر کہا

ہاں تھوڑی دیر تم اور چیختی تو ضرور پھٹ جاتے

وہ اپنا کان مسلتے بولا

یعنی نہیں پھٹا

وہ ایک قدم آگے بڑھی حمزہ نے اُسے گھورا

آآآآ

اور پھر اچانک حانم اسکے کان کے پاس جا کر اتنی زور کا چیخی کی اُسکا کان ہی سن ہو گیا

بیوقوف

حمزہ نے دور ہوتے چلا کر کہا جواب اُسکی حالت دیکھ کر قہقہ لگ رہی تھی

تم سے کم لنگور، تم تو سب سے بڑے بے وقوف ہو، گدھے بھی اُلو بھی اور اور جسکے پاس دماغ نہیں ہوتا وہ والے بے وقوف ہو اور تمہیں پتہ ہے تم ہم سے تھوڑا الگ کیوں ہو کیونکہ تمہاری کھوپڑی خالی ہے تمہارے اوپر کا حصہ خالی ہے

حانم بنا سوچے سمجھے بولے جا رہی تھی حمزہ اپنے بارے میں گل افشانی سن کر اسکے جانب بڑھا اور اسکے ہاتھوں سے فون چھین کر دوڑ جا کھڑا ہوا وہ جو سوچ رہی تھی اور کیا کہوں اس اچانک افداد پر بوکھلا گئی بات سمجھ آتی ہے اسکے جانب بڑھی

حمزہ کے بچے دو میرا فون

اسنے اسکے پاس پہنچتے کہا جواب اُسکا گیم کھیلتا جان بوجھ کر ہار رہا تھا

ایک منٹ

اسنے کھیلتے ہوئی مصروف سے انداز میں کہا حانم نے گھورتے ہوئے اسکے ہاتھ سے اپنا موبائل کھینچا

حانم تمہیں پتہ ہے

حمزہ نے اپنے چہرے پر معصومیت سجائے بولا وہ معصوم شیطان تھا وہ اپنے معصومیت سے لوگو کو دھوکہ دیتا تھا

کیا؟

اسنے منہ بگاڑ کر کہا

جب تم غصّہ ہوتی ہو نا

اسنے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی

ہاں

اسنے اشتیاق سے پوچھا اُسے لگا وہ اُسکی تعریف کرے گا وہ حانم ظہیر وہ بیوقوفوں کی شہزادی میں پہلے نمبر پر آتی تھی وہ واقعی بیوقوف تھی اگر کوئی اُسے بیوقوف بنانا چاہے تو آرام سے بنا سکتا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک دم بندریا لگتی ہو

حمزہ نے کہے کر دوڑ لگا دی حانم اُسکی پشت گھور کے رہے گئی

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

سرد موسم میں سرد ہوائیں چل رہی تھی آج تو موسم شاید مزید خوبصورت تھا، یا شاید اُسے لگ رہا تھا، کھولا نیلا آسمان میں بادل جیسے رقص کر رہے ہو آسمان میں اُڑتے پرندے جو خوبصورت گیت گا رہے تھے ہر جانب صرف خوشیاں ہی خوشیاں نظر آ رہی تھی، در حقیقت یہ موسم نہیں اسکے دل کی حالت تھی جس سے ہر چیز مزید خوبصورت

لگ رہا تھا وہ کہتے ہے نا کوئی بھی چیز دیکھنے کا ایک نظریہ ہوتا ہے جیسا اندر کی حالت ہو گی

ویسا ہی باہر نظر آئے گا اسی طرح اسکے اندر کا بھی موسم ہر طرف خوشیاں بکھر رہا تھا،

یہی تو اسکے دل کی حالت تھی،

کیسی ہو؟

اُسکی پیچھے سے آواز ابھری اسنے پلٹ کر دیکھا تو وہ دونوں ہاتھ سینے پر لپیٹے ہونٹوں پر

گہری مسکراہٹ لئے اُسے ہی دیکھ رہا تھا

میں تو ہمیشہ سے ہی اچھی تھی

وہ کہے کر آگے بڑھنے لگی اسنے اُسے جاتا دیکھ خود اسکے ساتھ قدم سے قدم ملائے چلنے لگا

اس لئے تو میری ہو

اسنے مسکراتے ہوئے گردن موڑ کر اُسے دیکھا جو سر نیچے کیئے چل رہی تھی

ناراض ہو

جب کچھ دیر ہانیہ نہیں بولی تو اسنے پوچھا

نہیں۔۔ میں کیوں ناراض ہو نگی

اسنے اُسے دیکھتے ہوئے کندھے اچکا کر کہا

تم اس رشتے سے خوش ہونا

طلحہ نے اُسکا چہرے پر نظر مرکوز کیئے پوچھا

آپکو کیا لگتا ہے

وہ اسکے جانب گھوم کر بولی

مجھے لگتا ہے، تمہیں خوشی سے ساری رات نیند نہیں آئی

اسنے شرارت سے کہا

یہ آپ کی خوش فہمی ہے طلحہ صاحب

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسنے آنکھیں گھما کر کہا

یعنی تم خوش نہیں ہو

وہ ایکدم سنجیدہ ہوا

اب میں نے ایسا تو نہیں کہانا

اُسے سنجیدہ دیکھ وہ جلدی سے بولی

یعنی خوش ہو تم

وہ پھر اپنے موڈ میں آتا بولا

اف ایک تو آپکے سوال ختم نہیں ہوتے

ہانیہ نے جھنجھلا کر کہتے ہوئے آگے بڑھی

اچھا رکو

وہ دوڑتے ہوئے اسکے سامنے رکا بر وقت وہ نا روکتی تو زبردست تصادم ہوتا

کیا؟

ہانیہ نے بھنویں اُچکائی

کل تم بلکل چڑیل لگ رہی تھی

وہ اُسکی ناک دباتا بولا چہرے پر سنجیدہ تاثر لیئے مگر آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی اس سے پہلے ہانیہ کچھ کہتی جب اسنے دوڑ لگادی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بد تمیز

وہ تپ کر بڑبڑ آئی

اب دیکھنا تم بلے تمہارے ساتھ کیا ہوتا ہے، تم نے مجھ پہ پانی نا پھینکا تھا، جنت حبیب پہ، جنت کبھی کسی کا اُدھار نہیں چھوڑتی

وہ اسکے کلاس کے باہر کھڑی آنکھوں میں شیطانی مسکراہٹ لیئے خود کلامی کی صحیح تو کہا

تھا اسنے وہ جنت حبیب تھی وہ روتی نہیں رُلاتی تھی وہ کبھی بھی کسی کا قرض نہیں رکھتی تھی سود سمیت واپس لوٹا دیتی تھی چاہے وہ پیسا ہو یا بدلہ وہ حالات سے ڈر کر بھاگنے والوں میں سے نہیں وہ حالات کو مزا لیتے ہوئے حالات کا سامنا کرتی تھی کیونکہ وہ جنت تھی جنت حبیب، وہ کب سے سامنے کلاس کے تھوڑے فاصلے پر کھڑی تھی جیسے کسی کا انتظار کر رہی ہو، جب تھوڑی دیر بعد وہ کلاس سے نکلا، اُسکا انتظار ختم ہوا، وہ ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے اُسے دیکھ رہی تھی صارم کے چہرے پر غصّہ صاف نظر آ رہا تھا وہ غصّہ سے اپنا بیگ لیئے آگے بڑھنے لگا جب وہ ایک جھٹکے سے اسکے سامنے آکر رکی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا حال ہے دشمن

وہ جلا دینے والی مسکراہٹ سے بولی صارم نے اُسے دیکھا جو مسکراہٹ لیئے اُسے ہی دیکھ رہی تھی جیسے کچھ کارنامہ انجام دے کر آئی ہو، کارنامہ ہی تو کیا تھا اسنے اُسکی مسکراہٹ اُسکا انداز دیکھ کر صارم سمجھ گیا اُسکی اسائمنیت کا مرڈر کسی اور نے نہیں سامنے کھڑی اس بلی نے کیا تھا

ایک بات بتاؤ تمہارا نام جنت کس نے رکھ دیا تھا

وہ ناک پر غصّہ لئے سوال کیا

کیا تمہیں میرا نام اتنا اچھا لگ گیا جو تم نام رکھنے والے کا نام پوچھ رہے ہو

وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولی

نہیں اچھا نہیں، اُنہوں نے غلط نام رکھ دیا ہے، اصل میں وہ تمہارا نام جن رکھنے والے تھے لیکن غلطی سے جنت رکھ دیا

اسنے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ سجائے کہا

جن تو تم ہو

اُسکا اطمینان برقرار تھا

میری اسائمنیت کیوں خراب کی

اُسے کلاس میں سر کی ڈانٹ یاد آئی اور غصّہ عود آیا جب وہ غصے سے کھولتے اُسکی بات نظرانداز کر کے بولا

مجھ پر پانی کیوں پھینکا تھا

اسنے دانت پیس کر کہا

بھولو مت، پہلے تم نے گرایا تھا

وہ اسکے جانب انگلی اٹھاتا دانت پر دانت جمائے بولا

غلطی سے۔۔ غلطی سے گرا تھا

وہ بھی اسکے جانب انگلی اٹھاتی دانت پیستے ہوئے بولی

میں کیسے مان لو، غلطی سے گرا تھا

وہ اپنے سامنے اٹھی اُسکی انگلی کو اپنی انگلی سے نیچے کرتا بولا ان سب بحث کرنے میں اتنا مگن تھے کی یہ بھی نا دیکھ سکے وہ سب بھی اُنکے آس پاس کھڑے ہو کر اُنکی لڑائی کو دلچسپی سے دیکھ رہے تھے

مت مانو میں تمہیں یقین دلانے کے لیے نہیں کھڑی، اور ویسے اسا ئمنیت کی شکل دیکھ کر اپنے دماغ میں ایک بات بیٹھا لو، مجھ سے پنگا لینے کی سوچنا بھی مت

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ پھر اُسکی سامنے انگلی اٹھاتی بولی

پہلی بات تم اپنی اس انگلی کو اپنے پاس رکھو بار بار میرے سامنے کر کے انا کا مثلا مت بناو، ، دوسری بات تم بار بار میرے کام میں ٹانگ اڑا کر میرا صبر مت آزماؤ، یقین جانو اگر میرا صبر جواب دے گیا میں چھوٹا موٹا بدلہ نہیں لینے والا، تیسری اور آخری بات اگر آج کے بعد تم نے میری چیزوں کو چھوا بھی تو، تمہارے لی ئے اچھا نہیں ہو گا میری یہ ساری بات اپنے اس حصے میں اچھی طرح بیٹھا لو

وہ اپنی انگلی سے اسکے دماغ کے جانب ٹھوکتے چبا چبا کر بولا وہ انا پرست تھا صارم ذولفقار کو اپنی اپنی انا بہت عزیز تھی

نہیں کیا کرلو گے تم ابھی بتاؤ

وہ اپنی آستین چڑھاتی غصے سے کھولتے ہوئے بولی

لگتا ہے میری بات تمہیں سمجھ نہیں آیا

صارم نے ادھر اُدھر دیکھتے خود پر ضبط کرتے بولا

اپنی دھمکی اپنے پاس رکھو میں۔۔

وہ کہتی اسکے جانب بڑھنے لگی معاملے کو سنگین ہوتا دیکھ نور نے اُسکا ہاتھ پکڑا

چلو

وہ اُسے آنکھوں ہی انکھوں میں تنبیہ کرتی اُسکا ہاتھ پکڑ کر لے جانے لگی صارم غصے سے ہوتی سرخ آنکھوں سے اُسکی پشت گھور کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا پارکنگ ایریا کے جانب بڑھا

ابے گدھے رک ہم بھی آرہے ہے

ذوہان نے پیچھے سے ہانک لگائی اور وہ چاروں صارم کے جانب اور وہ تینوں جنت اور نور

کے جانب بڑھی

تم مجھے وہاں سے لے کیوں آئی، ایسا سبق سکھاتی نا ساری زندگی یاد رکھتا

وہ غصے سے ٹہلتے ہوئے گویا ہوئی اُسکا غصّہ کسی طور پر ختم نہیں ہو رہا تھا، نور نے بیزاری

سے اُسے دیکھا

کیا ہے؟

اُسے اپنے جانب تکتا پا کر جنت پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی، نور نے بیزاری سے

اپنی نظر ہٹائی اور وہ تینوں اپنی ہنسی ضبط کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی

کاش کاش وہ میرے سامنے ہوتا اور میں اُسکا گلا دبا دیتی

جنت کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کیا کر گزرے

میرا دل کر رہا میں اپنے ان ہاتھوں سے اُسے قتل کر دوں

وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھتی کچکچا کر بولی

بس کرو یہ ڈراما

نور نے بیزاری سے چیئر سے کھڑی ہوتی بولی

تم بولو ہی مت تم ہی لیکر آئی ہو مجھے

وہ خفگی سے بولی جب اُسکی نظر اُن تینوں پر پڑی جو ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی جنت نے اُسے گھورا، اُن تینوں کا ضبط یہی تک تھا اور گلا پھاڑ پھاڑ کر ہنسنے لگی

تمہیں بہت ہنسی آ رہی ہے

وہ اُن دونوں کو چھوڑ کر صرف ہانیہ کے جانب بڑھی

اب تمہاری شکل دیکھ کر تو ہنسی ہی نا آئے گی

وہ منہ پر ہاتھ رکھتے ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کی

ہاں کل تو رونے کو تھی جب تمہارا نکاح اُس مرجیل سے ہو رہا تھا

جنت دونوں ہاتھ کمر پر جمائے تڑک کر بولی اُسکی ہنسی کو بریک لگی

ہاں بولو اب خاموش کیوں ہو گئی

اُسے خاموش ہوتا دیکھ وہ فاتحانہ مسکراہٹ سے بولی، جب اُسکی نظر اُس سے ہٹ کر حانم اور زویا پر گئی اُنہیں ہنستا دیکھ اُسے تپ چڑی

تم دونوں کی کچھ زیادہ ہی بتیسی نہیں نکل رہی

اسکا رخ اب اُن دونوں کی طرف تھا وہ دانت پیس کر بولی

ہم کہا ہنس رہے ہے

اُن دونوں نے اپنا منہ بند کرتے ہوئے معصومیت سے کہا

نہیں تم ہی بتاؤ کیا مجھے زیادہ دکھنے لگا ہے، جو تم مجھے ہنستی ہوئی نظر آ رہی ہو

وہ مزید تپ کر بولی

صارم کا غصّہ تم ہم پر کیوں نکال رہی ہو

ہانیہ جو خاموش تھی وہ تپ کر بولی

آخر آ گئی نا تمہارے منہ میں بھی زبان

جنت نے طنز کیا

کس نے کہا تھا میرے منہ میں زبان نہیں ہے

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولی

اب بس کرو تم صارم۔۔۔

نام مت لو اس منحوس آدمی کا ہزار خبیث مرے ہونگے جب یہ پیدا ہوا ہو گا، نا جانے وہ کونسی منحوس گھڑی تھی جب میں نے اسکی شکل دیکھی تھی، جب سے اسکی شکل دیکھی ہے زندگی اجیرن ہو گئی ہے پہلی بات کی اسکی شکل ہی دیکھ کر سارا دن خراب جاتا ہے اور بات کر لو۔۔۔ بات نہیں جنگ کر لو اُس سے تو دن کے ساتھ ساتھ رات بھی منحوس جاتی ہے، جب تک صبح اٹھ کر نماز قرآن پڑھ کر خود پر دم نا کر لو تب تک اس منحوس آدمی کی نحوست نہیں ختم ہوتی، نا جانے یہ دنیا میں کہاں سے آ گیا اسے تو

ایلین کے ساتھ رہنا چاہیے تھا ایکدم ایلین کی جیسی شکل ہے اس بلے کی

وہ ایک ہی سانس میں کہے کر کرسی پر بیٹھتی سانس ہموار کرنے لگی جب اُن سب کے

جانب دیکھا تو اُسے مزید تپ چڑھی جہاں نور فون میں گھسے جانے کیا کر رہی تھی حانم

اور زویا کانوں میں ہینڈ فری لگائے مدہوش پڑی تھی ہانیہ بھی اپنے فون میں غرق تھی

کیا میں پاگل ہوں جو اتنی دیر سے خود سے باتیں کئے جا رہی ہوں

جنت نے حانم اور زویا کے کان سے ہینڈ فری کھینچتے ہوئے کھلا کر کہا

اور نہیں تو کیا اس میں کوئی شک نہیں کی تم پاگل ہو

زویا نے اُسے مزید تپایا

جہنم میں جاؤ تم سب

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی

ہم سب کیوں، پہلے تو تم جاؤ گی نا، تمہارا تو وہاں بندوبست بھی ہو گیا ہو گا

نور فون میں نظر گاڑے مصروف سے انداز میں بولی

آں آں حانم اچانک جنت کے گلے رکھتے رونے لگی جنت اس اچانک افراد پر بوکھلا گئی

کیا ہوا حانم

اسنے اُسے دور کرتی پریشانی سے بولی عضّہ کہیں دور جاسو یا پریشانی لا حق ہوئی

جنت ہم کیا کرینگے اگر تم چلی گئی تو میں کیسے رہو نگی تمہارے بغیر میں کیسے تمہاری اور

صارم کی لڑائی دیکھو نگی، تم کیسے اتنا جلدی جاسکتی ہو، مجھے تو یقین ہی نہیں ہو رہا تم اتنی

جلدی جارہی ہو، اب تم ہمارے بیچ میں نہیں رہو گی، کیسے جنت کیسے تم جاسکتی ہو

وہ نادیکھنے والے آنسو صاف کرتی سوں سوں کرتی بولی

میں کہا جارہی ہوں یار

جنت نے نا سمجھی سے اُسے دیکھا

ابھی تو نور نے کہا تم جہنم میں جارہی ہو

حانم کی بات پر اُن سب کے قہقے گنجے نور نے اپنی مسکراہٹ دبائی، جنت کا دماغ گھما

مرو تم منحوس عورت

وہ اُسے چیئر پر دھکا دیتی بولتی اُن سب کو گھورتی واک آؤٹ ہو گئی

یہ کافی سنسان روڈ تھی شام کا وقت ہو رہا تھا کالے گہرے بادل نے آسمان کو ڈھکا ہوا تھا

ایک سائڈ پر پانچ ہیوی بائیکس کھڑی تھی ایک شخص مسلسل کچھ نا کچھ بول رہا تھا اور وہ

چاروں بیزاری سے اُسکی بات سن رہے تھے

سمجھتی کیا ہے خود کو چھٹانک بھر کی تو ہے

وہ اپنی ہیوی بائک پر بیٹھا کوئی دسویں بار یہ بول چکا ہو گا

اُسکی باتوں سے تنگ آتے ہوئے حمزہ بولا

ذوہان اس کڑوے آدمی کو میٹھا کرنے کی ریسپی بتا

ارادہ بس اُسے زچ کرنا تھا

بہت آسان ہے، صارم کو اٹھا اور چاشنی کے سمندر میں ڈال دے

ذوہان موبائل میں گھسے مصروف سے انداز میں بولا

اگر اسے چاشنی کے سمندر میں ڈال دیا جائے نا، بیچارہ چاشنی کا سمندر ہی کڑوا ہو جائے گا

شان نے ہتھیلی پر ہاتھ مارتے ہنس کر کہا

تو یہ ریسپی ٹرائی کر لے، صارم کا سارا خون جسم سے نکال لے اور چاشنی کی ڈرپ لگا

دے، یہ طرف سے میٹھا ہو جائے گا

طلحہ نے ذوہان کے ہی فون میں گھس کر سنجیدگی سے مشورہ دیا، دوستوں کے ساتھ

رہتے ہوئے وہ بھی غیر سنجیدہ ہو جایا کرتا تھا

ہاں یار اگر چوٹ لگی گی تو خون کے بدلے چاشنی نکلے گا ہاہاہا

ذوہان نے صارم کو دیکھتے ہوئے قہقہ لگایا جو اپنے بارے میں یہ سب سن کر حیرت سے

اُنہیں دیکھ رہا تھا جیسے انسان نہیں ہے وہ کوئی حلوہ ہو

اور اگر کسی کو چاشنی کی کمی ہو گی تو وہ صارم کا ہاتھ کا ٹکر چاشنی نکال لے گا، واو یار تُو تو

شو گرمین بن جائے گا

شان نے ہنستے ہوئے داد دی

کہاں سے میں تم سب کو کڑوا لگتا ہوں، ہاں

صارم بائک سے اُتر کر ان سب کو دیکھتے حیرانگی سے گویا ہوا، حمزہ نے اُسے نیچے سے اوپر

تک دیکھا اور پھر منہ بنا کر بولا

ہر طرف سے

اگر ہم ابھی اس لڑاکا بلی کو بلائے نا، صرف تُجھے دیکھ کر ہی نیم کا درخت سو گنا زیادہ کڑوا

ہو جائے گا

ذوہان نے اُسے دیکھتے کہا

ہاں تو میں کیا کروں اُسے دیکھتا ہوں نا میں، غصّہ بھی خود کہتا ہے میں آ رہا ہوں، میں آ رہا

ہوں

صارم نے نروٹھے سے کہا

اسے چھوڑ یار، بہت دن ہو گیا ہے ریس کرنے، کیا خیال ہے آج

طلحہ نے اُن سب کی باتوں سے بیزار ہوتے کہا

بہت نیک خیال ہے جانی

شان کہے کر اپنی بائک پر بیٹھ گیا، اور سب بھی اپنی اپنی بائک پر بیٹھ کر اس سنسان روڈ پر دوڑانے لگے

وہ پانچوں اتنی سپیڈ سے رائڈ کر رہے تھے کی ایک دوسرے سے ٹکر ہوتے ہوئے بچتی، سب سے آگے حمزہ جو بار بار پیچھے مڑ کے دیکھ رہا تھا اسکے تھوڑے ہی پیچھے طلحہ اور شان اور اُنکے تھوڑا پیچھے صارم اور ذوہان تھے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیکھ لینا بیٹا میں ہی جتونگا

شان نے حمزہ کے ساتھ بائک کرتے اترا کر کہا جیسے اُسے یقین ہو وہی جیتے گا

اور تم بھی دیکھ لینا بیٹا، میں ہی جتنو گا

طلحہ نے شان کے ساتھ بائک کرتے چلینجنگ انداز میں کہا

دیکھتے ہے کوں جیتتا ہے آج

ذوہان نے ایکدم تیز سپیڈ کرتے اُن سب سے آگے نکلتے چلا کر کہا

جو بھی جیتے لیکن دیکھ لینا تو نہیں جیتے گا

حمزہ نے بھی مزید سپیڈ بڑھاتے ذوہان کے ساتھ رائڈ کرتے کہا،ذوہان نے اُسے دیکھ کر سپیڈ اور بڑھائی اور دیکھتے ہی دیکھتے اُن چاروں سے آگے نکل گیا،وہ چاروں اُسے غائب ہوتا دیکھ خود بھی فل سپیڈ سے اُسکی پیچھے ہوئے،مگر افسوس آگے ناکہ بندی تھی وہ سب جو فل سپیڈ سے چلا رہے تھے بروقت بریک لگا یا مگر انسپکٹر کے آگے انسپکٹر بدک کر پیچھے ہوا،ورنہ اب تک انسپکٹر کا ہاسپٹل جانے کا انتظام ہو رہا ہوتا

اُترو۔۔اُترو تم سب

انسپکٹر نے خرخت آواز میں کہا اُن سب نے تعبداری سے اُتر کر اُنکے سامنے ایک ساتھ سر جھکائے کھڑے ہوگئے

ایسے کون بائک چلاتا ہے،وہ بھی بنا ہیلمیٹ کے

انسپکٹر نے اپنے ہاتھوں میں پکڑی چھڑی سے ہتھیلی پر تھپکتے ہوئے کہا

سر ہم چلاتے ہے

اُن پانچوں نے ایک ساتھ معصومیت سے کہا وہ کھول کر رہے گئے اب کچھ کر بھی تو نہیں سکتے تھے،تین تو فینس بزنسمین کا بیٹا،ایک خود بزنسمین اور ایک سیاستدان ایم ایل اے کا بیٹا

آپنے دیکھا نا ابھی ہمیں رائڈنگ کرتے ہوئے

حمزہ نے دونوں ہاتھ پیچھے باندھے ہوئے تھوڑا سا سر اٹھا کر کہا، انسپکٹر نے دانت پیستے ہوئے اُسے دیکھا

اگر تمہارا ایکسیڈنٹ ہو جاتا تو

انسپکٹر نے حمزہ کو گھور کر ذوہان سے سوال کیا کیونکہ سب سے تیز سپیڈ اسی کی تھی

تو سر ہم اسے ہاسپٹل پہونچا دیتے اور کیا

شان نے پینٹ کی جیب میں ایک ہاتھ ڈالے اور دوسرا ہاتھ ذوہان کے کندھوں پر رکھتے بے نیازی سے کہا انسپیکٹر نے ضبط سے اُسے دیکھا

اگر یہ مر جاتا تو، کہاں لیکر جاتے

انسپکٹر کا چہرہ دیکھ کر اس بار حوالدار نے سوال کیا

او بویسلی سر قبرستان لے کر دفن کرتے، آپکو نہیں پتہ ہے کیا سر، لگتا ہے آپکے گھر والوں نے بتایا نہیں، کوئی بات نہیں سر آپ فوت ہونگے تو ہمیں بولا دیجئے گا ہم آپکو دفن کر دینگے

حمزہ نے بتا کر ساتھ میں مشورہ دیا کی وہ مر کر ہمیں بتا دیجیے گا، حمزہ شہیر آفندی کے لو جکس ہی الگ ہوا کرتے ہیں سب سے الگ سب سے مختلف

تم سب کو میں پاگل لگ رہا ہوں

اس بار بڑے ضبط سے دانت پر دانت جمائے اپنے چہرے کے جانب انگلیوں سے اشارہ

کرتے انسپکٹر نے کہا

سر آپ پاگل ہے، یہ میں آپکو بعد میں بتاؤنگا، آپ ابھی کچھ لے دے کر بات ختم

کرے

صارم نے معاملہ رفع دفع کرنا چاہا، رشوت کی بات کی

تم لوگ رشوت دینے کی بات کر رہے اور پاگل کس کو کہا

انسپکٹر کا چہرا ضبط سے سرخ ہو گیا تھا

سر اسنے کہا تھا کی آپ پاگل ہے یہ آپکو بعد میں بتائے گا، اور رہی بات رشوت کی تو آپکو

کچھ لینا ہے تو لیں لیں یا پھر مت لیں پیسے بچ جائینگے ہمارے

طلحہ نے چڑتے ہوئے کہا تو انسپکٹر کا دماغ مزید گھما

غلام دین انہیں تھانے میں لے چلو

انسپکٹر نے گرجدار آواز میں حوالدار کو مخاطب کیا

لیکن سر تھانے کیوں لے جا رہے ہے ہمیں

ذوہان کے چہرے کا رنگ اُڑا

وہاں پہنچ کر ہی پتہ چلے گا تھانے کیوں لے جا رہے ہے

انسپکٹر نے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا

اب لیکر جا ہی رہے ہے تو ہتھکڑی بھی لگا دے

شان نے بیزاری سے اُنکے سامنے ہاتھ کرتے کہا

ہاں انسپکٹر میں بھی دیکھوں ذرا کیسا فیل ہوتا ہے

صارم نے بھی اُنکے سامنے ہاتھ کرتے کہا

غلام دین انہیں ہتھکڑی لگاؤ، بہت شوق ہے انہیں لگوانے کا

انسپکٹر نے اُنہیں گھورتے طنزیہ کہا تو غلام دین نے اُن سب سر پھیرے کو تاسف سے دیکھتے ہوئے ہتھکڑی لگائی

واو یار کر منل والی فیلنگ آ رہی ہے

ذوہان نے خوشی سے کہا اور اپنے جیب سے موبائل نکال کر سیلفی لینے لگا

ابے میری بھی لے

شان نے بھی جھٹ سے ذوہان کے ساتھ لگ کر بولا

روک ہماری بھی

حمزہ نے کہا اور پھر اُن پانچوں نے ایک ساتھ دونوں ہاتھ آگے کرتے ہوئی سیلفی لی اور

انسپکٹر سمیت حوالدار صدمے سے اُن بگڑے شہزادوں کو ہی دیکھ رہے تھے

غلام دین لے کر آؤ انہیں

انسپکٹر نے چلا کر کہتے ہوئے کار میں بیٹھ گئے تو حوالدار بھی اُن پاگلوں کو کے کر چل دیئے

بابا ہر بار کی طرح آج بھی آپ ہی ہارینگے

نور اور خالد صاحب لان میں بیٹھے سترنج کھیل رہے تھے جب نور نے ببل چباتے اپنی چال چلتے ہوئے کہا

دیکھتے ہے بیٹا

اُنہوں نے ہنستے ہوئے کہا

مجھے آپکی سمجھ نہیں آتی، آپ ہر بار نور سے ہارتے ہے لیکن پھر بھی کھیلتے ہے

جنت جو بیٹھی اُن دونوں کا گیم ہی دیکھ رہی تھی وہ جھنجھلائی

بار بار ہارنے سے بھی ہار نہیں ماننی چاہیے ہمیشہ اپنے دشمن پر نظر رکھنی چاہیے

اُنہونے نور کی بشپ اپنے پیادے سے گرا کر شاطرانہ مسکراہٹ سے نور کو دیکھا، نور جواباً شاطرانہ مسکرائی

کھیل کھیلنے میں مزا تو تب ہے جب آپکی چال آپکے دشمن کو پتہ ہو مگر کچھ کر نا سکے، وہ بے بس ہو

اُسکی آنکھوں میں ایک عجیب سا تاثر تھا جسے وہ دونوں اچھے سے سمجھتے تھے

کھیل میں مزا تب ہے جب دونوں کا پلڑا برابر ہو، خود سے کمزور کو ہرانا کہاں کی بہادری ہے

جنت نے نور کو دیکھتے کہا

دشمن کو خبر دار کرنا کہاں کی سمجھداری ہے، لیکن دشمن کو سامنے سے وار کرنے میں زیادہ مزا آتا ہے

اس نے دونوں بات کی تائید کی

تم کھیل کھیل کا کہے کر حقیقت کی بات کر رہی ہو

اُنہونے اُسکی بات پکڑتے کہا نور کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری

ایک آپ ہی تو ہے جو میری باتوں کو سمجھ جاتے ہے

اُسکی ہونٹوں پر مسکراہٹ برقرار تھی

اور میں بھی تو

جنت کیوں پیچھے رہتی

تم کہاں سمجھتی ہو میری بات تم بیو قوف ہو

نور نے اطمینان سے کہا

تمہیں میں بیو قوف لگتی ہوں

جنت نے آنکھیں سکیڑ کر مصنوعی خفگی سے کہا

اور نہیں تو کیا

اسنے لاپرواہی سے کہا

بابا اسے دیکھیں

اسنے خالد صاحب سے نور کی شکایت کی تو خالد صاحب نے مسکراہٹ دبا کر نور کو دیکھا

دیکھ لیا میں نے

وہ کہے کر پھر کھیلنے میں مگن ہو گئے

چیکمیٹ

نور نے ایسی چال چلی جس سے اُنکا کنگ ہر طرف سے پھنس گیا وہ جو مسکرا رہے تھے

ایکدم مسکراہٹ غائب ہوئی

تمہیں شرم نہیں آتی اپنے باپ کو ہراتے ہوئے

اُنہوں نے مصنوعی خفگی سے کہا خالد صاحب نے سترنج کو اُلٹ پلٹ کے بکھیر دیا

جب آپکو ہی شرم نہیں آتی ہارتے ہوئے تو مجھے کیوں آئے گی ہراتے ہوئے

اسنے کندھے اچکا کر لاپرواہی سے کہا اُسکا منہ مسلسل ببل کی وجہ سے چل رہا تھا

نور عزیز سرد مزاج سی سترنج کی بادشاہ نہیں کوین تھی، بادشاہ تو کمزور ہوتا ہے

آپکی تو صرف یہ ہی نا بیٹی ہے میں تو کچھ نہیں ہوں

جنت جو کب سے اپنے اگنور ہونے پر کڑھ رہی تھی اسنے جل کر کہا تو نور نے اپنی

مسکراہٹ دبائی خالد صاحب کا قہقہ گنجا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گھماؤ فون اور انکے باپ کو کال ملاؤ

انسپکٹر نے چیئر پر بیٹھے اُن سب کے جانب دیکھتے حوالدار سے کہا وہ کھڑے ہو کر گردن

گھما گھما کر ہر طرف کا جائزہ لے رہے تھے،

سر ویسے ہم کھڑے کیوں ہے

ذوہان نے اپنے بال کھجاتے نا سمجھی سے پوچھا

خاموشی سے کھڑے رہو

انسپکٹر نے دانت پیستے کہا

ٹھیک ہے سر نا بیٹھائے کم از کم اس لوکپ میں ہی بند کر دے

طلحہ جو کب سے ایک لوکپ کے جانب دیکھ رہا تھا جہاں کوئی تین یا چار مجرم کھڑے اُنہیں ہی دیکھ رہے تھے، اسنے انسپکٹر سے کہا

ہاں یار یہ ٹھیک ہے

شان نے اُسکی تائید کی

سر آپ سے کچھ ہوتا تو جا نہیں رہا ہے نا بیٹھنے کی جگہ نا کچھ کھانے پینے کو اور اتنی گرمی بھی ہے اے سی ہی لگوالے اب اتنی بھی کیا غریبی، اور ہم ایک بات کہے رہے ہے کم از کم ہمیں اس لوکپ میں ہی بند کر دے

صارم نے انسپکٹر کی مزے کی عزت افزائی کی سارے حوالدار حیرت و صدمے سے اُن عجوبوں کو ہی دیکھ رہے تھے وہ ایسے فرمائش کر رہے تھے جیسے یہ پولیس اسٹیشن نا ہو کوئی ہوٹل ہو، اس عزت افزائی پر انسپکٹر کا دماغ گھما وہ کب سے اُنکی بد تمیزی اُنکے باپ کے وجہ سے برداشت کر رہے مگر اب اُنکا صبر جواب دے گیا

غلام دین اندر کر وا نہیں

وہ غصے سے اپنی چیئر سے کھڑے ہوتے دھاڑے تھے

آہستہ بھی تو بول سکتے ہے

ذوہان نے اپنے کان میں انگلی ڈالتے بڑبڑایا غلام دین نے اُسے گھورا، اسنے اپنی بتیسی دکھائی

چلو اندر تم سب کے باپ آتے ہونگے

غلام دین نے گھور کر کہا تو وہ سب خوشی سے اُسکی پیروی کرتے ہوئے لوکپ میں داخل ہوئے اندر آتے ہی اُنہوں نے چاروں طرف کا جائزہ لیا جہاں مجرم کھڑے اُنہیں ہی 'لگتا ہے پاگل ہے' والی نظروں سے دیکھ کم گھوم رہے تھے

پہلی بار آئے تھے تو سوچا اچھے سے دیکھ لے

اُسکی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے طلحہ نے جواب دینا ضروری سمجھا

ویسے تم لوگو نے کون سا جرم کیا ہے

شان نے زمین پہ بیٹھتے ہوئے اُن سب کو دیکھتے دلچسپی سے پوچھا

زیادہ کچھ نہیں بس ایک شخص کا پاکٹ اُڑا لیا تھا

ایک نے اسکے سامنے بیٹھتے ایسے کہا جیسے صرف گلاس توڑ دیا ہو

بس ایک پاکٹ کے اُڑانے پر جیل میں بند کر دیا

ذوہان نے حیرت سے بیٹھتے پوچھا

وہی تو میں نے کہا صرف پاکٹ ہی نا اُڑایا تھا

اسنے افسر گی سے کہا

ابے گدھے اسکا مطلب ہے اس نے چوری کی اس لئے یہ جیل میں ہے

طلحہ نے اُسے حیرت میں دیکھتا بولا

تو ایسے نہ کہنا چاہئے، پاکٹ اُڑا دیا لوگ تو کچھ اور بھی نا سمجھ سکتے ہے

ذوہان نے سمجھتے ہوئی اُسکی بات کو غلط کہا ذوہان ابراہیم خان نے کبھی اپنی غلطی قبول ہی کہاں کی تھی

اچھا اور تم نے کیا کیا تھا

اب حمزہ نے دوسرے آدمی سے بولا

ایک شخص کو مارنے کے جرم میں

اسنے سادگی سے کہا

واو یار آخر تم نے کچھ بڑا تو جرم کیا

صارم نے تالی بجاتے ہوئے ستائش سے کہا تو اس مجرم نے اپنی فخر سے گردن اکڑای

اب جیل سے نکلو گے تو کیا کرو گے

طلحہ نے سوال کیا

میں پھر اُسے مرونگا

اسنے دانت پیس کر کہا

کیا ہے یار وہ مر گیا ہے تو اب کیا اسکے بھوت کو مرنا ہے

شان نے حیرت سے کہا

نہیں اُسے میں مارنے والا تھا تبھی پولیس آگئی، وہ نہیں مرا مگر میں جیل آگیا

اسنے اُنہیں سمجھایا

یعنی وہ مرا نہیں ہے

حمزہ نے تھوڑی پر ہاتھ رکھتے دلچسپی سے پوچھا تو اسنے نفی میں سر ہلایا

تم نکل کر پھر اُسے مارو گے

صارم نے تصدیق چاہی تو اسنے ہاں میں سر ہلایا

اسے ہی کہتے ہے لاتو کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے

ذوہان نے شان کے پاس سرگوشی کی جو اُسکی بات سن کر اپنی مسکراہٹ دبائی

اچھا آؤ ذرا ہم سیلفی لیتے ہے

ذوہان نے موبائل کو سامنے کرتے ہوئے کہا تو سب نے جلدی جلدی اپنی جگہ سنبھالی

اور ایک مجرم والی سیلفی لی

ڈیڈ ہم یہاں ہے

حمزہ کی نظر اچانک باہر پڑی جہاں سے شہیر صاحب آرہے تھے وہ خوشی سے اچھلتے ہوئے ہاتھ ہلا کر بولا شہیر صاحب نے اُسے گھورا اور انسپیکٹر صاحب کے آگے چیئر پر بیٹھ گئے

بیٹھے شہیر صاحب

انسپکٹر نے اُن سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا

ارے ڈیڈ آپ بھی آگئے، جلدی نکالے ہمیں بہت گرمی ہے

ظفر صاحب کو آتا دیکھ شان نے پر جوش انداز میں کہا تو اُنہوں نے بھی شہیر صاحب کے جیسا عمل کرتے ہوئے اُسے نظر انداز کرتے چیئر پر بیٹھ گئے

جواب ہی دے دیتے یوں نظر انداز کر کے بے عزتی کرنے کی کیا ضرورت تھی

شان نے منہ بگاڑا

تمہارا ہے سونا تمہیں مہنگا پڑنے والا ہے ہانیہ حانم

حانم اُسکے گھر آئی ہوئے تھی ہانیہ مزے سے بیڈ پر سوئی خواب خرگوش کے مجھے لوٹ رہی تھی، جب حانم نے آنکھوں میں شیطانی چمک لئے کہا اور ڈریسنگ ٹیبل کے جانب بڑھی، پنک کلر کے آئی شیڈو کو پاؤڈر بنا دیا، اپنا کام کر کے سوئی ہوئی ہانیہ کے جانب لب

دبائے بڑھی اور آئی شیڈو کو اُسکی گال پر گول گول لگانے لگی پھر اسکے بعد آئی لائنر کو

اسکے ہونٹ کے دائرے میں لگا کر اٹھی پھر اسکے ماتھے پر گول گول ریڈ لپسٹک لگا کر،

اُسکی ایک پکچر لی اور اسٹیٹس لگا دیا

ہانیہ اٹھو

پھر چہرے پر پریشانی کے تاثرات سجائے اُسے جنجھوڑ کر اُٹھایا

کیا ہے یار کونسا طوفان آ گیا ہے

وہ بیٹھی غصے و جھنجھلاہٹ سے بولی

ہانیہ نیچے چلو دیکھو تانیہ آپی بیہوش ہو گئی ہے

اُسکی اداکاری عروج پر تھی اُسکی بات سن کر ہانیہ جھٹ سے بیڈ سے اٹھ کر روم سے باہر

دوڑ لگا دی حانم بھی چہرے پر بڑی سی مسکراہٹ سجائے اسکے پیچھے لپکی

کیا ہوا آپی۔۔

تانیہ جو لاؤنج میں بیٹھی تھی اسکے پکارنے پر تانیہ نے اُسے دیکھا اور پھر اُسکی ایک

دلخراش چیخ نکلی

بھوت امی بھوت

وہ چلاتے ہوئے کچن میں بھاگی اُسے بھاگتا دیکھ ہانیہ بھی نا سمجھی سے اسکے پیچھے بھاگی

کیا ہو گیا ہے بیٹا چلا کیوں رہی ہو

اُسے گھبرایا ڈرا دیکھ صوفیہ بیگم نے پوچھا جبھی ہانیہ کچن میں داخل ہوئی اور اسکے پیچھے

حانم

امی

اس بار تانیہ پوری قوت سے چیخی تینوں نے اپنے کان میں انگلی ٹھوسی

کون ہو تم

صوفیہ بیگم نے بھی اُسے نہیں پہچانا تھا، ہانیہ نے بیقینی سے اُنہیں دیکھا

کیا ہو گیا ہے ماما میں ہوں آپکی ہانی

وہ آگے بڑھتے بولی

دور رہو مجھ سے ورنہ میں تمہیں مار دونگی

اُسے آگے آتا دیکھ ہانیہ نے چھری دیکھاتے دھمکایا صوفیہ بیگم نے غور سے اُسے دیکھا

اور پھر حانم کو دیکھا، اُسے مسکراتا دیکھ اُنہیں معاملہ سمجھ آگیا وہ دونوں ایسے ہی تھی

شرارت کرنے کو کچھ ناکچھ ڈھونڈ ہی لیتی تھی

تانیہ وہ ہانیہ ہی ہے

اطمینان سے کہتی پھر اپنے کام میں مگن ہو گئی اُنکی بات پر تانیہ نے بھی غور سے ہانیہ کو

دیکھا

یہ تم نے اپنی کیا حالت بنائی ہوئی ہے

ثانیہ نے اُسے پہچانتے ہاتھوں سے نیچے سے اوپر تک اشارہ کرتے پوچھا تو ہانیہ نے ناسمجھی سے اپنے کپڑے دیکھے سب ٹھیک دیکھ کر اسنے ناسمجھی سے پھر ثانیہ کو دیکھا، اُسکی نظروں کا مفہوم سمجھتے ثانیہ نے اسکے سامنے کیمرہ آن کرتے اُسے دیا، اُسے پکڑتے ہانیہ نے جب اپنا چہرے کی یہ حالت دیکھی تو اتنی زور کا چیخی کی سب کے کان سن ہو گئے

یہ کس نے کیا؟

اسنے اپنے چہرے کو چھوتے آگ بگولا ہوتے پوچھا حانم جو ضبط سے اُسے ہی دیکھ رہی تھی ایکدم ہنسنے لگی، ہانیہ نے مڑ کر پیچھے دیکھا اُسے دیکھ کر وہ سمجھ گئی یہ کارنامہ کرنے والا کوئی اور نہیں حانم ظہیر تھی جس نے کبھی سنجیدہ رہنا سیکھا ہی نہیں وہ ہر چھوٹی چھوٹی چیز میں خوشی تلاش کر لیتی تھی اسکے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی وہ حانم ظہیر تھی

تمہاری ہمت کیسے ہوئی بھوتنی میرا ساتھ یہ کرنے کی

ہانیہ اسکے جانب بڑھتے غصّے سے چلائی اُسے اپنی طرف آتا دیکھ اسنے دوڑ لگا دی

بھاگ کہاں رہی ہو منحوس عورت

وہ دونوں لاؤنج میں دوڑ رہی تھی جب ہانیہ نے کُشن اٹھا کر اُسے مارتے چلا کر کہا صوفیہ بیگم اور تانیہ سر جھٹک کر رہے گئی یہ تو روز کا ہی کارنامہ تھا

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔
شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

چلو گھر

ابراہیم خان نے ذوہان کو گھورتے کہا جو اپنی بائک کے جانب بڑھ رہا تھا

گھر ہی تو جا رہا ہوں ڈیڈ

ذوہان نے اُنکے جانب گھوم کر لاپرواہی سے کہا

کار میں بیٹھو

ڈیڈ میں اپنی اس پیاری بائک پر ہی چلا جاؤنگا

ذوہان نے بائک پر بیٹھتے کہا

دھیان سے چلانا سمجھے

ذوہان کے سامنے اُنہیں ہتھیار ڈالنا ہی پڑا کیونکہ وہ اپنے اس سر پھرے بیٹے کو اچھے سے جانتے تھے جو کہہ دیا وہی کرے گا اور پھر سب اپنی اپنی بائک پر بیٹھتے گھر کو رواں ہوئے

آآآ

جنت موبائل دیکھتے سڑیوں سے اُتر رہی تھی جب اچانک اُسکی چیخ خالد مینشن میں گونجی

اپنی شکل دیکھ لی کیا جو چیخ رہی ہو

نور لاؤنج کے صوفے پر بیٹھی چائے پیتے بولی

اسے دیکھو

وہ اُسکی بات نظر انداز کرتی ہوئی دو دو اسٹیپ پھلانگتے اسکے پاس پہنچی

یہ تو ہانیہ ہے

نور نے کیپشن پڑھتے کہا جہاں لکھا تھا،ہانی جانی کا ایک نیا روپ جو سوتے ہوئے ایسی بن

جاتی ہے اور ساتھ میں ہنسنے والی ایموجی تھی

حانم نے کیا ہو گا

نور نے سر جھٹکتے کہا

کاش تم بھی ایسے سوئی ہو اور میں بھی تمہارے ساتھ ایسا کروں

جنت نے حسرت سے کہا

تمہاری یہ بے جاں حسرت جو کبھی پوری نہیں ہو گی

نور نے چائے کی ایک سپ لی

کیا تم دن رات بس یہ چائے پیا کرتی ہو بہت بری عادت ہے بدل دو

جنت نے کوفت سے کہا جنت صرف کافی پیا کرتی تھی اور نور چائے کی دیوانی جس کا

چائے پیئے بغیر گزارا نہیں تھا

مجھے خزاں کا موسم،اجڑا شجر،سوکھے پتے،رات کا وقت،تنہائی،خاموشی،اندھیرا،اور

میں،میرا درد،میرا زخم،میری تکلیف میرے اندر بیٹھے شخص کی رونے کی آواز پسند ہے

اب میں کون کون سی عادت بدلوں

اسنے بلاوجہ باتوں کارخ دوسرے جانب کیا

تم ہو ہی سڑی ہوئی

جنت نے بات بدلتے ہوئے کہا جسے نوراچھے سے سمجھ گئی وہ سر جھٹک کر رہے گئی

داستانِ عشق ادھوری رہے گئی

مکمل کچھ نہیں رہا میرا

تیرے بغیر یہ زندگی ادھوری رہے گئی

ان ستاروں کے بیچ میں چاند سا

خوشنصیب سمجھتا تھا خود کو

چاند اکیلا ہے یہ حقیقت ادھوری رہے گئی

دل کی خواہش لب پر نالا سکا

یہ سوچ کر کی طوفان اٹھے گا

میری ہر خواہش ادھوری رہے گئی

محبت کے دریا میں، میں ڈوبا اس قدر

بچنے کا کنارا نا ملا

میں رفتار فنا ختم ہوا مگر مر نا سکا

میری موت ادھوری رہے گئی

از قلم ثانیہ انصاری

میم آج زیاد انڈسٹریز سے میٹ۔۔۔

کینسل کر دو

اُسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اسنے حکم دیا

پر میم اس سے کمپنی کو بہت نقصان ہو گا

نور کی پی اے نے کہا

نقصان میرا ہو گا کی تمہارا

وہ اطمینان سے چیئر پر جھولتی بولی وہ اس وقت بلیک پینٹ ٹاپ پر بلیک براؤن جیکٹ پہنے ہوئی تھی میک اپ کے نام پر صرف ریڈ لپسٹک لگایا تھا سٹریٹ بال کو بیچ کی مانگ سے نکال کر کھولا چھوڑا تھا وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی

میم۔۔۔

اُسکی بولتی بند نور کی سرد آنکھوں نے کی جسے دیکھ کر وہ خاموشی سے باہر نکل گئی، نور نے اپنی نظر موبائل میں گاڑی، وہ آجکل زیادہ تر آفس میں پائی جاتی تھی کیونکہ خالد صاحب کی طبیعت ناساز رہنے لگی تھی، تھوڑے وقفے بعد کوئی دھڑام سے دروازہ کھولتا ہوا اندر داخل ہوا اسنے سر اٹھانے کی زحمت نا کی اُسے پتہ تھا یہ صرف جنت حبیب ہی کر سکتی ہے

تم نے میٹنگ کیوں کینسل کی

وہ دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھے اُسکی سرمئی آنکھوں میں جھانکتے پوچھا سرمئی انکھوں میں کوئی تاثر نا تھا اور سبز آنکھوں میں صرف غصّہ تھا

میری مرضی

نور نے کندھے اچکا کر کہا

کیا تمہاری مرضی۔۔۔ تمہیں پتہ ہے کتنا نقصان ہو گا

جنت نے چبا چبا کر کہا۔۔ وہ اس وقت وائٹ پینٹ پر بلیک ڈھیلی ڈھالی ٹی شرٹ پہنے بال اونچی پونی میں قید تھا چہرا میک اپ سے عاری تھا وہ بلا کی خوبصورت لگ رہی تھی

تو؟

نور نے ٹیلیفون اٹھاتے ہوئے چائے منگوائی

تم دماغ سے کام لو نور

وہ چیئر پر بیٹھتی اُسے سمجھاتے بولی

دماغ کی ہی تو سن رہی ہو

اُسکی سیکریٹری چائے رکھ کر جا چکی تھی

تم شاید بھول گئی ہو میں کافی پیتی ہوں

اُسے لگا نور نے اسکے لیئے چائے بھول سے منگوائی ہے

یاد ہے مجھے اچھے سے، پر یہ میں نے تمہارے لیئے نہیں اپنے لئے منگوائی ہے

اسنے کہے کر ہونٹوں سے کپ لگایا

ہزار بے مروت مرے ہونگے جب تم پیدا ہوئی ہو گی

اُسکی جواب پر جنت غصے سے کھولتے ہوئے بولی

صرف بے مروت ہی کیوں؟ بے حس اور بے رحم بھی

نور نے ویسے ہی اطمینان سے کہا جنت نے اُسے گھور کر رہے گئی نور عزیز صرف اپنی من مانی کرتی تھی جب دل کیا تو مسکرا دے ورنہ ایسے ہی بے حس بنی گھومتی تھی وہ نور عزیز تھی اسنے جھکنا سیکھا ہی نہیں تھا وہ لوگو کو اُنکی اوقات میں رکھنا جانتی تھی

آنکھیں گر جائینگی

اُسکی گھورنے پر نور نے کہا جبھی کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا اُسکا چہرا دیکھ کر جنت نے اپنی مسکراہٹ چھپائی

کیا میں پوچھ سکتا ہوں میٹنگ کینسل کرنے کی وجہ

ذولفقار صادق نے اسکے آگے رکھی چیئر پر بیٹھتے ضبط سے کہا

بلکل

اسنے چائے کی ایک سپ لی

کیوں کینسل کی

وہ خون کے گھونٹ پیتے بولے

میری مرضی

انداز لاپرواہ تھا جسے دیکھ کر اُنہیں مزید غصّہ آیا جنت بڑی مشکل سے اپنے قہقے دبانے میں لگی تھی

تم ابھی بچی ہو تمہیں نہیں پتہ۔۔

میں بچی نہیں ہوں

اُنکی بات کاٹتے نور نے سرد آنکھیں اُنکی آنکھوں میں گاڑے کہا

لیکن۔۔۔

اچھا اب میں چلتی ہوں

نور نے پھر اُنکی بات کاٹی چائے کی کپ ٹیبل پر رکھتے اپنی کار کی چابی اٹھائی اور اُنکا جواب سنے بغیر آفس سے باہر نکل گئی اسکے پیچھے جنت لپکی ذولفقار صادق کی لہورنگ آنکھوں نے اُسکا دور تک پیچھا کیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ کل کی آئی لڑکی اب مجھے بتایے گی کیا کرنا ہے کیا نہیں

ذولفقار صادق نے غصے سے اپنے کیبن میں داخل ہوئے۔۔۔جہاں پہلے ہی سے محمود علی بیٹھا تھا

کیاہوا سر

ذولفقار صادق کو غصے میں دیکھ کر محمود علی نے سوال کیا

کیاہونا ہے؟اب اس کمپنی کا ٹھپ ہونا باقی ہے

اُنہو نے ریولونگ چیئر پر بیٹھتے کہا

آپکی تو بہت ساری کمپنی ہے ایک ڈوب جائے گی تو آپکا کچھ نہیں ہوگا۔۔۔نقصان اُنہیں

ہی ہو گا

محمود علی نے کندھے اچکا کر لاپرواہی سے کہا تو ذولفقار صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری

صحیح کہا، ایک سے کچھ نہیں ہو گا

اُنہو نے اُسکی بات کی تائید کی

ایک خبر ہے سر

محمود علی نے اُنکے سامنے رکھی چیئر پر بیٹھتے کہا

کیا؟

ذولفقار صادق نے سوال کیا

حاکم اور اُسکا بیٹا عمار آرہا ہے

محمود علی نے جواب دیا

آنے دو، ایک دن آنا ہی تھا

اُنہو نے لاپرواہی سے کہا

ہانیہ کینٹین میں داخل ہوئی تو وہ سب اُسے ہی گھور گھور کر دیکھتے ہوئے مسکراہٹ

چھپانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔۔۔اُنہیں اپنے جانب ایسے گھورتا پا کر وہ کنفیوز ہو گئی تھی جب بہت دیر تک اُنکی پوزیشن ویسی ہی رہی تو ہانیہ نے تپ کر سوال کیا

کیا ہے ایسے کیا دیکھ رہے ہو تم سب

اسنے اُن سب کو گھورتے ہوئے چیئر پر بیٹھ گئی

مجھے افسوس ہو رہا ہے

ذوہان نے گال پر ہاتھ رکھ کر افسردگی سے کہا

کیوں؟

اسنے ناسمجھی سے پوچھا

مجھے یقین نہیں آرہا ہے کبھی میں تمہارا یہ روپ بھی دیکھونگا

شان بھی گال پر ہاتھ رکھے حیرت سے بولا

مجھے تو تمہاری اصلیت دیکھ کر ہارٹ اٹیک آنے والا تھا

جنت نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے حیرت سے کہا

میں نے بہت مشکل سے خود کو یقین دلایا ہے کہ تم ایسی ہو

زویا نے مصنوعی صدمے سے کہا

کیاہو گیا ہے تم سب کو

ہانیہ حیرت سے اُن سب کو دیکھتے بولی

ہم نے تمہارا کل اصلی چہرا دیکھا تھا

صارم نے حیرت سے اُسے بتایا

اور یقین جانوں تمہارا یہ روپ بہت خطرناک ہے

حمزہ نے کہا

تم دونوں خاموش کیوں ہو تم بھی بول دو

اُنہیں پہیلیاں بجھاتا دیکھ ہانیہ نے جھنجھلا کر حانم اور نور سے کہا

مجھے تو پہلے ہی پتہ تھا تمہاری اصلیت

نور نے کندھے اچکا کر لاپرواہی سے گویا ہوئی

اب پھوٹ بھی چکو کیا کر دیا میں نے

ہانیہ کا صبر جواب دے گیا جب اسنے چلا کر کہا

لو

طلحہ نے اُسے اپنا موبائل پکڑایا ہانیہ نے جھپٹتے ہوئے موبائل کو پکڑا اور جب فون میں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نظر پڑی تو اُسکی آنکھیں پھٹنے کے قریب تھی جہاں حانم کا اسٹیٹس لگا ہوا تھا جس میں کل حانم نے جو ہانیہ کے ساتھ کیا تھا اُسکی پکچر بنا کر اسٹیٹس لگایا ہوا تھا

حانم کی بچی

ہانیہ نے غصے سے طلحہ کا موبائل اُسے کھینچ مارا لیکن اسکے جھکنے کی وجہ سے موبائل زمین بوس ہو گیا طلحہ صدمے سے اپنے فون کو تکتا رہے گیا

اب محبت کی ہے تو اسکی عادت بھی ڈال لو

طلحہ کو دیکھتے ہوئے صارم نے شرارت سے کہا

اسٹیٹس ریموکرو حانم

ہانیہ نے غصے سے کھولتے ہوئے حانم کو تنبیہ کی

نہیں کرونگی

وہ تو ڈھیٹ تھی اگر سے وہ دس بار بلڈ نگ سے گر جائے تو بھی نہیں مریگی

حانم کر رہی ہو یا

ہانیہ نے اُسکا بیگ جھپٹ کر اس میں سے اسائمنٹ نکالی جسے دیکھ کر حانم کی جان بن آئی

اوکے اوکے کر رہی ہوں اسے کچھ مت کرنا

اسنے سرینڈر کرتے ہوئے کہا اور پھر اسٹیٹس ریمو کیا

میری اسائمینٹ دو

حانم نے اسکے جانب ہاتھ بڑھائے کہا

لو

اسنے پٹخنے کے انداز میں دی

ویسے تم نے طلحہ کا موبائل توڑ دیا ہے

حانم نے چیئر پر بیٹھتے کہا تو ہانیہ نے طلحہ کو دیکھا اپنا موبائل آن کرنے کی کوشش کر رہا تھا، فون کو دیکھتے اُسے یاد آیا اسنے موبائل کو پھینکا تھا

موبائل آن نہیں ہو رہا ہے

ہانیہ نے تھوک نگلتے پوچھا مگر شاید طلحہ کو سنائی نہیں دیا

تل۔۔

ہانیہ کچھ کہنے والی تھی جب صارم چیئر سے اٹھتا اپنے ہاتھ میں پہنے واچ کو دیکھتا بولا

یار چلو کلاس کا وقت ہو گیا ہے

اسنے کہا تو وہ سب نے کلاس کا رخ کیا اب صرف وہ پانچوں بیٹھی بات کر رہی تھی

ناجانے سر مبین کا مثلا کیا ہے ہم سے جب دیکھو عزت افزائی کرتے رہتے ہے

ہنہہ۔۔۔

وہ کلاس میں بیٹھا دھیمی آواز میں ذوہان سے بات کر رہا وہ صرف دیکھانے کے لئے کتاب پر جھکا تھا جب سر مبین کی نظر اُس پر پڑھ گئی اور شان سے کچھ پوچھے بغیر کلاس سے دفعہ ہو جانے کو کہا اور اب وہ بگڑے موڈ کے ساتھ گراؤنڈ میں اکیلے گھومتا ہوا مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔۔۔وہ اپنے ہی مگن میں چلتا کسی سے ٹکرا کر گرتے گرتے بچا۔۔۔پہلے ہی وہ جل کڑھ رہا تھا اب غصے سے ٹکرانے والے کو دیکھا جس کا بر گرز مین پر گرا ہوا تھا

اندھے گدھے دیکھ کر نہیں چل سکتے تھے بیچ راستے میں ٹھوسنے بیٹھ جائیں گے ایسے ایسے بکرڑ ناجانے کہاں سے آجاتے ہے

غلطی تو اُسے کی تھی مگر اسنے اپنی غلطی ماننا کہا سیکھا تھا وہ اپنی ہی کہتا آگے بڑھ گیا اور پیچھے کھڑا شخص حیرت سے اُسکی پشت تکتا رہے گیا

ٹکرایا یہ غلطی اُسکی بر گر گرا میرا اور غصّہ بھی مجھے دکھا رہا ہے

وہ اُسکی پشت گھورتا بڑبڑایا

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ چلتے ہوئے یونیورسٹی کے سنسان جگہ آگیا تھا جب وہ پھر کسی سے ٹکرایا

کیا اندھے ہو گئے ہو سب جسے دیکھو ٹکرائے پھرتا ہے کیا ایک ساتھ سب کی آنکھوں نے کام کرنا بند ہو گیا۔۔۔

اسنے بنا دیکھے تپ کر کہا اُسکی زبان کو بریک ٹکرانے والے کا چہرہ دیکھ کر ہوئی جسے دیکھ کر اُسکا غصّہ جھاگ کی طرح ختم ہوا آنکھوں میں ایک خوبصورت چمک اُبھری ہونٹوں پر مسکراہٹ کا احاطہ ہوا

افف تم ہو مجھے لگا کوئی اور ہے

وہ اپنے ٹون میں واپس آتا بولا

کوئی اور ہی ہوں میں

وہ ایک نظر اُسے دیکھتی آگے بڑھی

کوئی اور تو نہیں ہو تم

شان اُسکی پیچھے لپکا

لوگو کا نظریہ ہوتا ہے، بعض دفعہ اپنوں سے مل جاؤ تو وہ پہچاننے سے انکار کر دیتے ہے۔۔۔

اور بعض دفعہ غیروں سے ٹکرا جاؤ تو وہ اپنا بنا لیتے ہے

شان نے اُسکی بات اُچکتے اُسکی ساتھ قدم سے قدم ملاتے کہا اُسکی بات پر نور پھیکا سا مسکرائی

کیا تمہیں پتہ ہے؟

شان نے اُسے دیکھتے سوال کیا... نور کے لبو پر اب کوئی مسکراہٹ نہیں تھی۔۔ شان کے پوچھنے پر اسنے ایک ابرو اچکایا

تم مسکراتی ہوئی اچھی لگتی ہو

شان دونوں ہاتھ پینٹ کے جیب میں ڈالے اُسکی آنکھوں میں دیکھتا بولا نور خاموش

رہی

ویسے تم اتنا کم کیوں ہنستی ہو

شان نے اُسکے چہرے کو دیکھتے کہا جہاں ایک لمحے کے لیے اُسکا چہرا تاریکی میں گھیرا تھا

پھر وہ اپنے خول میں آتی بولی

میری طبیعت کا یہ خاصا پہلو ہے

وہ بھی اپنے پینٹ کے جیب میں ہاتھ ڈالے اُسکی ساتھ چل رہی تھی

بدل دو مجھے مسکرانے والے لوگ پسند ہے

شان نے لب دبا کر کہا نور نے اُسے دیکھا

اور مجھے لوگوں کی بات ماننا نہیں پسند

نور نے اُسے دیکھتے کہا۔۔۔نور کی آنکھیں دھوپ میں چمک رہی تھی جس سے بار بار وہ

نظر چرا رہا تھا پھر غور سے اُسکی آنکھ دیکھتے گویا ہوا

تمہاری آنکھیں بلکل میرے جیسی ہے

وہ اُسکی آنکھوں میں جھانکتا بولا نور نے اُسکی آنکھوں کو دیکھا جو ہو بہو اسکے جیسی تھی

دنیا میں تو بہت سے چیزیں ایک جیسی ہوتی ہے، کبھی کبھی انسان بھی اور کبھی کبھی

کردار بھی

اسنے اُسکی آنکھوں میں دیکھتے عجیب سے لہجے میں کہا

یہ کائنات ایک ایسی جگہ ہے، جہاں ہر شے اور ہر شخص۔۔۔داستان سے کہیں سے بھی جڑ کر اُس سے بندھ جاتے ہے

نور نے کچھ نہیں کہا بس ایک نظر اُسے دیکھتی آگے بڑھ گئی شان اُسکی پیچھے نہیں گیا تھا

جنت گراؤنڈ سے گزر رہی تھی جب پانچ او باس لڑکوں کے گروپ میں سے ایک نے اُس پہ آواز کسنے کی جرات کی۔۔۔جسے وہ بلکل اگنور نہیں کرنا چاہتی تھی مگر کسی کام کی وجہ سے اُسے لیٹ ہو رہا تھا اس لیے وہ اگنور کرتی آگے بڑھنے لگی۔۔۔سامنے ہی کچھ فاصلے پر وہ سب ایک ساتھ دائرے میں کھڑے گفتگو کر رہے تھے، اسنے اُن سب کے جانب قدم بڑھائے ہی تھے جب اُسکی سماعت سے اُنکی آواز ٹکرائی اور جنت کا صبر جواب دے گیا

اِدھر ہے ہم جان من

انداز لوفرانا تھا وہ غصے سے اُن سب کے جانب بڑھی اور بیچ میں کھڑے شخص کو کچھ سوچے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر وہ ایک جھٹکے سے جو گرز میں قید پاؤں اسکے چہرے پر

دے مارا۔۔اُسے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر اسکے چہرے پر تین چار مکا جڑ دیا مکا اتنی زور سے پڑا تھا کی وہ لڑکھڑا کے پیچھے ہوا تھا،اُسے مار تا دیکھ اُسکا ساتھی اُس پہ وار کرنے کے لئے آگے ہاتھ اُٹھایا ہی تھا جب کسی نے اُسکا ہاتھ اپنی گرفت میں لیکر دوسرے ہاتھ اُسکے منہ پر جڑا، جنت نے مارنے والے کی طرف دیکھا جہاں صارم کھڑا تھا

ارے واہ تمہیں مارنا بھی آتا ہے

جنت پھر اپنے خول میں واپس آتی داد دینے والے انداز میں بولی

تم جیسی بلی کو آتا ہے تو میں پھر بھی لڑکا ہوں

وہ اُسے گھورتا بولا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اففف یہ جنت کہا ہے

نور نے گراؤنڈ میں چاروں جانب نظر دوڑاتے بڑبڑائی۔۔اچانک اُسکی نظر جنت اور صارم پر پڑی جہاں وہ دونوں مل کر اُنہیں مار رہے تھے جبھی جنت کو پیچھے سے اُسکا ساتھی حملا کرنے والا تھا

یہ پکڑو

نور نے ہاتھ میں پکڑی بک ہانیہ کو پکڑائی اور لمحہ ضائع کیے بغیر اُسکے جانب پہنچتی۔۔۔ ایک جھٹکے سے حملاور کا ہاتھ پکڑ کر اُسکی انگلی کو اتنی زور سے موڑا کی اُسکی ہڈی ٹوٹنے

کی آواز آئی۔۔۔اس لڑکے کا چہرہ درد سے سرخ ہو گیا تھا وہ کراہتے ہوئے اپنا ہاتھ چھوڑوانے کی کوشش کر رہا تھا، وہ سب بھی لمحہ ضائع کئے بغیر جلدی سے پہنچے

آج کے بعد مجھے تم اپنی شکل مت دکھاناI hate cowards

نور سرد آنکھوں سے اُسے گھورتی ٹھنڈ ٹھار لہجے میں بولتی اسکے چہرے پر مکا دے مارا جس سے وہ لڑکھڑا کر اُن سب کے قدموں میں گرا وہ سب ٹھٹک کر نور کو ہی دیکھ رہے تھے اُسکی آنکھوں میں عجیب سی وحشت تھی گراؤنڈ میں ایک تماشا لگ گیا تھا

ن۔۔۔نور

جنت گڑبڑا کر اُسکی جانب پہنچی

نور میں ٹھیک ہوں

اسنے اپنے چہرے پر مسکراہٹ لاتے کہا اُسے پتہ تھا اگر کوئی جنت کو ہراس کریں تو نور اُسکا حال بگاڑ دیتی ہے وہ نور تھی اگر اُسکا اس دنیا میں کوئی اپنا تھا تو وہ جنت تھی اُسکی ہمراز

کیا ہو رہا ہے

جبھی بھیڑ کو چیرتے ہوئے سر آتے کرخت لہجے میں بولے

اوران دونوں کو کیا ہوا ہے

سر نے شمروز اور جواد کے جانب دیکھتے پوچھا شمروز اپنے ساتھی کے سہارے کھڑا تھا

اسکے ہونٹ سے خون نکل رہا تھا آنکھوں کے دائرے میں نیل ہو چکا تھا اور جواد زمین

پر گرا کراہ رہا تھا جسے اُسکے دوست سہارا دے کر اٹھا رہے تھے

سر اسنے بد تمیزی کی تھی مجھ سے اس لئے ،میں نے بس ذرا سا مار دیا ہے

جنت نے شمروز کو گھور کر سر سے لاپرواہی سے بولی

ذرا سا،

سر فیضان حیرت سے بڑبڑاے

سنو اسے ہاسپٹل لے کر جاؤ اور تم پرنسپل کے آفس آؤ

س۔۔۔سر ان دونوں نے بھی مارا تھا،اورم۔۔۔میری انگلی بھی توڑ دی

جواد نے نور اور صارم کے جانب اشارہ کرتے کراہتا ہوا بولا

آپ تینوں پرنیس۔۔۔

سمجھ گئے ہم

نور اُنکی بات کاٹ کر کہتی اپنا بیگ اٹھا کر پرنسپل کے آفس کے جانب بڑھ گئی سر فیضان

نے اُسکی بد تمیزی پر اُسے گھور کر رہے گئے ،اُسکا یہ انداز باقی سب نے حیرت سے دیکھا

تھا اور جنت کا اپنا ماتھا پیٹنے کا دل چاہا

چلو بھئی زیارت کر کے آؤ پرنسپل سر کی

شان نے اُن جنت اور صارم سے کہا

تھوڑی دیر بعد وہ سب پرنسپل آفس جمع تھے۔۔وہ تینوں ایک سائڈ پر کھڑے تھے اور شمروزاور جواد ایک سائڈ پر کھڑے تھے پرنسپل اپنی چیئر پر بیٹھے تھے بیچ میں ٹیبل حائل تھی پرنسپل اپنے سامنے چیئر پر بیٹھے سر فیضان کی بات سن رہے تھے۔۔۔اور آفس سے باہر کھڑے وہ سب کان لگائے اُنکی بات سن نے کی کوشش میں تھے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نے اسے اس لئے مارا کیونکہ یہ ایک لڑکی کے اوپر ہاتھ اٹھانے جارہا تھا

صارم نے جواد کو گھورتے ہوئے کہا

اور میں نے اس لئے مارا کیونکہ اسنے بدتمیزی کی تھی

جنت نے بھی اُن تینوں کو گھورتے دلیل دی۔۔پرنسپل نے اُنکے جانب دیکھا اُنکے دیکھنے پر شمروز غصّہ قابو کرتے ہوئے اِرد گرد دیکھنے لگا

اور آپنے انکی انگلی کیوں توڑی؟

شکر کرے سر صرف انگلی ہی توڑی ہے

جنت بڑبڑائی لیکن اُسکی آواز اتنی تھی کی سب کے کانوں تک باآسانی سے پہنچ گئی

دیکھئے سر انہونے غلط کام کیا اور ہم نے انہیں مارا حساب برابر

نور اطمینان سے کہا

تم منہ بند۔۔۔

جواد غصے سے کہتا اُسکی جانب بڑھنے لگا جب شمروز نے اُسکا بازو پکڑتے اُسے روکا

پرنسپل ہے

اسنے تنبیہ نظروں سے دیکھتے شر گوشی کی جس سے جواد سر جھٹکتا رہے گیا

اپنی حد میں رہو

صارم اُس سے آنکھوں میں شعلے لیے بولا

تم سمجھتے کیا ہو خود کو

اس بار جواد شمروز کا ہاتھ جھٹکتے صارم کے جانب بڑھا جب سر فیضان نے درمیان میں اُسے روک لیا

سٹاپ اٹ

سر فیضان غصے سے بولے

یہ کوئی میدانِ جنگ نہیں ہے یونیورسٹی ہے، یہاں تعلیم حاصل کرنے آتے، آپ ایسا کرکے یہاں کا ماحول خراب کر رہے ہے

پرنسپل اپنی چیئر سے اٹھ کر جواد کے جانب بڑھتے رعب سے بولے

اور غلطی انکی تھی تو آپ کو مجھ سے آکر کمپلین کرنا چاہئے تھا۔۔۔ہاتھا پائی کر کے بات

کو بگاڑنا نہیں چاہئے تھا

اب پرنسپل کا رخ اُن تینوں کے جانب تھا

کوئی بات ہی نہیں بچی تھی سر جس سے میں تحمیل کا مظاہرہ کرتی

نور نے کہا اُسکی جبڑے بھینچے ہوئے تھے

کام ڈاؤن

سر فیضان اُسکا غصّہ دیکھتے بولے

حساب برابر، تو اب احتیاط کرنا تم سب اب کوئی ایسی بات نا ہو، لڑائی جھگڑا کر کے

یونیورسٹی کا ماحول نا خراب کرے، اور ایسی مجھے کوئی شکایت نا ملے۔۔ جائے آپ سب

پرنسپل کو بات بڑھانا صحیح نہیں لگا۔۔ وہ وارننگ دینے کے انداز میں بولتے آخری میں

نرم لہجے میں کہا تو وہ سب اُنکی اجازت سے ایک ایک کر کے پرنسپل آفس سے باہر نکل

گئے۔۔۔ سامنے ہی اُن سب کو اپنے سامنے کھڑا پایا

ویلڈن جنت بہت اچھا کیا تم نے اُنہیں سبق سیکھا کر

وہ سب ایک ساتھ چلتے پارکنگ ایریا کی طرف جا رہے تھے جب ہانیہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا

ہاں یار اتنی مزے کی دھلائی کی ہے تم دونوں نے

زویا مسکراتے ہوئے گویا ہوئی

یا اللہ مجھے بھی انکے جیسا بنا دے

حانم نے باقاعدہ دونوں ہاتھ آسمان کے جانب اٹھاتے کہا

آمین بولو س۔۔۔۔

میں دعا کرونگی حانم تمہاری یہ دیا کبھی قبول نا ہو

نور نے اُسے دیکھ کر کہتے اپنی کار میں بیٹھ کر زن سے اُڑا لے گئی اور باقی سب ناسمجھی سے دیکھتے رہے گئے جنت کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی

مطلب کیا تھا اسکا

طلحہ ناسمجھی سے بولا

کچھ نہیں۔۔۔ پاگل ہے وہ

جنت نے بات ٹالی

کچھ تو ہے نور

شان ابھی بھی جہاں سے نور گزری تھی وہاں دیکھتے سوچ رہا تھا

اچھا اب میں گھر جا رہا ہوں

شان کہتا کار میں بیٹھ کر اسٹارٹ کیا

سب اپنے اپنے گھر کو روانہ ہوئے اب صرف طلحہ اور ہانیہ بچے تھے

چلو میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں

طلحہ نے ہانیہ سے کہا تو وہ سر ہلاتی اُسکے کار میں بیٹھ گئی، طلحہ کار اسٹارٹ کر تا روڈ پر

دوڑانے لگا

آپ ناراض ہے

جب کچھ دیر تک طلحہ نا بولا تو ہانیہ نے ہی بات کا آغاز کیا، تو طلحہ نے اُسکی جانب نا سمجھی

سے دیکھا

وہ مجھ سے غلطی سے آپکا فون ٹوٹ گیا تھا

ہانیہ نے اُسکی نظروں کا مطلب سمجھتے اپنی صفائی دی

میں نے جان بوجھ۔۔۔

ہانیہ میں اتنی چھوٹی بات پر کیوں ناراض ہونگا

طلحہ نے اُسکی بات کاٹتے ہوئے شیریں لہجے میں بولا

یعنی آپ بڑی بات پر ہونگے

ہانیہ نے طلحہ کو دیکھتے ہوئے آنکھیں چھوٹی کر کے پوچھا

افکورس

اُسکا انداز دیکھ کر اسنے ہنستے ہوئے کہا

آپ ہنس کیوں رہے ہے

ہانیہ نے آنکھیں اور چھوٹی کی

میں کہاہنس رہاہوں

وہ بھی اُسکی انداز میں آنکھیں چھوٹی کر کے ہنستے ہوئے بولا

آپ میرا مذاق بنارہے ہے

ہانیہ روہانسی ہوئی

میں کہاں مذاق بنارہاہوں

اسنے پھر ہنستے ہوئے کہا

مجھے گھر جاناہے

اسنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اپنا چہرہ ونڈو کے جانب موڑتے خفگی سے کہا

یار میں مذاق کر رہا تھا

اُسے خفا دیکھ طلحہ نے اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ کے گرفت میں لیکر ڈرائیو کرتے بولا

میرا ہاتھ چھوڑے

اسنے خفگی سے کہا تو طلحہ نے گرفت اور مضبوط کی

چلو آئسکریم پارلر چلتے ہے

طلحہ نے اُسکی ناراضگی ختم کرنے کے لئے بولا تو ہانیہ کی آنکھیں چمکی

آپ اتنا اصرار کر رہے ہے تو ٹھیک ہے

وہ اپنی تھوڑی پر ہاتھ رکھتے احسان جتانے والے انداز میں بولی

نہیں میں اصرار نہیں کر رہا، اگر تمہیں نہیں جانا تو کوئی بات نہیں

وہ ہانیہ کو تنگ کرنے کے لئے مسکراہٹ دباتے بولا

نہیں، مجھے پتہ ہے اگر میں نہیں گئی تو آپ اُداس رہینگے آپ سے کچھ کھایا نہیں جائے گا

اور نا آپکو نیند آئے گی نیند نہیں آئے گی تو آپ بیمار ہو جائینگے بیمار سے آپ تندرست

نہیں رہینگے اور جب آپ تندرست نہیں ہونگے تو آپ بوڑھے دیکھنے لگینگے اور میں

نہیں چاہتی کی میری وجہ سے کوئی بوڑھا ہو

ہانیہ نے اُسے خطرناک نقشا کھینچ دکھایا جسے سن کر طلحہ نے اُسے حیرت سے دیکھا جو

اپنے چہرے پر جھولتے لٹ کو انگلیوں کے پوروں سے گھماتے بے نیازی سے بیٹھی تھی۔۔۔وہ مسکرایا تھا۔۔۔جو ہانیہ کے ایکٹنگ کی وجہ سے قائم تھی

ڈراما کوین

طلحہ سر جھٹکتا مسکرا کر بڑبڑایا

جب کوئی کال نہیں اٹھا رہا تو سمجھ جانا چاہیے بندہ بزی ہے، لیکن نہیں، ناجانے کونسی موت پڑھ گئی ہے

زویا واشروم میں تھی تب سے رنگ کی آواز سن رہی تھی ساتویں بار جب پھر بجا تو وہ واشروم سے نکلتی بنا نام دیکھے جھنجھلا کر بولی

کون ہو بھائی کچھ پھوٹوں بھی منہ سے

جب کچھ دیر تک اگلا خاموش رہا تو وہ پھر بولی

یہ سو کالڈ بھائی کے علاوہ سب کچھ ہوں میں تمہارا

اگلا محبت بھرے لہجے میں بولا

او ہیلو کون ہو تم

زویا حیرانگی سے بولی

تمہارا دیوانہ

وہ شیریں لہجے میں بولا

لگتا ہے آپنے رونگ نمبر ڈائل کر دیا ہے، کوئی بات نہیں

زویا کو لگا غلط نمبر ہے جب وہ کہے کر رکھنے لگی تھی

زویا رضا علی

زویا اس سے پہلے رکھتی جب اُسے اپنا نام کانوں میں گونجتا محسوس ہوا۔۔زویا کو شاک لگا کسی غیر شخص کے منہ سے اپنا نام سن کر

کون ہے آپ؟

وہ پوچھنے پر مجبور ہوئی

کہا تو ہے میری جان تمہارا دیوانہ

اگلا شاید بتانے کے موڈ میں نہیں تھا

اے پاگل چپ، کیا تمہارا دیوانہ تمہارا دیوانہ لگا رکھا ہے

زویا اسکے الٹے جواب پر بھڑکی

تمہارا دیوانہ ہی نا ہوں تو کیا کہوں

وہ بھی شاید ڈھیٹ تھا

منحوس آدمی نہیں بتانا تو مت بتاؤ، لیکن اگر تم نے دوبارہ کال کرنے کی جرات کی ناتو تمہارا وہ حال کرونگی کی کبھی بھول نہیں پاؤ گے

زویا مزید تپی تھی

واو یار یعنی تم مجھ سے ملنے آرہی ہو

حیرانگی اور خوشی کے ملے جھولے لہجے میں کہا گیا

میں نے کب کہا میں تم سے ملنے آرہی ہوں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زویا نے دانت پر دانت جمائے سوال کیا

ابھی تو کہا تم نے "میں تمہارا وہ حال کرونگی" حال بگاڑنے کے لئے میرے پاس تو آنا ہو گا نا میری جاناں

اسنے شرارتی لہجے میں کہا

میں نے یہ بھی کہا ہے کہ "تم کبھی بھول نہیں پاؤ گے"

زویا نے اُسے یاد دلایا

کمبخت تمہیں بھولنا کون چاہتا ہے

وہ دل پھینک انداز میں بولا

بات سنو تم میری آج کے بعد کال مت کرنا سمجھے

وہ اُسے وارن کرتی کال کٹ کر کے بلیک لسٹ میں ڈال دیا

ناجانے کہاں کہاں سے آجاتے ہے ایسے بیوقوف لوگ۔۔۔۔

وہ بڑبڑاتی بیڈ پر جا کر لیٹ گئی

گدھا بے وقوف ٹھرکی میرے سامنے ہوتا تو منہ نوچ دیتی۔۔۔۔

منہوس مارا اللہ کرے اُسکا موبائل گر کے ٹوٹ جائے اللہ کرے اُسکی موبائل میں

چارج ہی نا ہو اُسکی موبائل ہی خراب ہو جائے خبیث۔۔۔

وہ کروٹ بدلتی مسلسل فون کرنے والے کو اتنا کوس رہی تھی کی اب تک شاید اُسکا

موبائل خراب ہو چکا ہو گا

کیسے ہو تم

ذولفقار صادق حاکم سے بغلگیر ہوتے خوشامدی لہجے میں بولے وہ بہت دنوں بعد واپس

انڈیا آیا تھا

ہمیشہ کی طرح ایکدم پرفیکٹ

اسنے بھی خوشدلی سے جواب دیا

تم کیسے ہو عمار

ذولفقار صاحب نے عمار سے پوچھا جو بیزاری سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا

ٹھیک

اکھڑے لہجے میں کہا گیا وہ بات کرتے ہوئے کار میں بیٹھ گئے

کیا کر رہے ہو آجکل

ذولفقار صادق نے پھر سوال کیا

بس یونی ختم ہوئی ہے، ڈیڈ کے ساتھ ہوتا ہوں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسنے موبائل میں دیکھتے لاپرواہ انداز میں کہا

اور تم بتاؤ کیسا بزنس چل رہا ہے

حاکم نے ذولفقار صادق سے پوچھا

بزنس تو ہمیشہ کی طرح اچھا چل رہا ہے۔۔بس آجکل کوئی میرے راستے کا کانٹا بنتا جا رہا ہے

نور کی حرکتیں یاد آتے ہی اُنہوں نے ضبط سے کہا۔۔۔کیونکہ وہ آفس میں صرف اپنی مرضی کا کرتی تھی کبھی آجاتی تو کبھی نہیں آتی، تو کبھی بڑی بڑی ڈیل جان بوجھ کر کینسل کر دیتی تھی۔۔۔ کبھی ورکر کو بلاوجہ فائر کر دیتی جس سے اس کمپنی کو بہت

نقصان ہو چکا تھا اور ذوالفقار صادق خالد صاحب کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے بس خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتے

کون ہے جو تمہارے معاملے میں ٹانگ اڑا رہا ہے

حاکم نے تجسس سے پوچھا

ہے ایک لڑکی۔۔

اُنہوں نے تلخ لہجے میں کہا

اب تمہیں ایک لڑکی چلینج کر رہی ہے

وہ طنزیہ ہنسے تھے جس پر ذوالفقار صادق غصے سے کھول کر رہ گئے

یہ کافی سنسان جگہ تھی ہر طرف صرف درخت نظر آ رہا تھا مٹی سے بنے راستے پر ایک ٹرک چل رہی تھی جس میں بیہوش لڑکیوں کی تعداد کم از کم پندرہ یا بیس تھی آگے والے شیٹ پر دو بندہ بیٹھا تھا ایک ڈرائیو کر رہا تھا اور ایک فون پر کسی شخص سے باتوں میں مشغول تھا، اُسی ٹرک کے پیچھے ایک بلیک کار اُسکی تعاقب کر رہی تھی جو شائد اُسکی حفاظت کے لئے تھی لیکن اب وہ کار ٹرک سے زیادہ دور تھی، جب اچانک ایک جھٹکے

سے ہیوی بائک ٹرک کے ایکدم آگے رکی،ٹرک میں بیٹھے ڈرائیونگ شیٹ پر بیٹھے شخص نے گردن موڑ کر دوسرے شخص کو دیکھا

لگتا ہے کوئی دشمن ہے

اس شخص نے کہا

ہاں ورنہ کسی پتہ ہے ہم اس راستے سے کہاں جارہے ہے

اسنے سامنے دیکھتے کہا جہاں وہ شان سے بیچ و بیچ بائک پر بیٹھا بلیک پینٹ شرٹ پہنے ہوڈ کو سر پر کیے۔۔۔رومال سے چہرا آنکھوں کے نیچے تک باندھے ہوئے تھا اُسکا چہرا واضح نہیں ہورہا تھا۔۔۔صرف نیلی آنکھیں ہی نظر آرہی تھی

کچھ نہیں کرتا یہ اکیلا ہے

ایک نے بات ہوا میں اڑائی

ٹرک کے پیچھے والی کار کو دوسرے شخص نے روکا ہوا تھا،وہ بھی ہیوی بائک پر تھا اُس شخص کا چہرا واضح نہیں ہورہا اُسکی ڈریسنگ بھی بلکل اُس شخص جیسے تھی،صرف اُسکی سرد آنکھیں نظر آرہی تھی وہ بلیک ڈریس پہنے اندھیرا کا حصہ لگ رہا تھا

کون ہے؟

کار میں سے ایک شخص ڈور کھول کر نکلا اب اس کار میں تقریباً تین آدمی تھے

تیری موت

اسنے کہتے ساتھ اسکے ماتھے پر شوٹ کر دیا اُسکی ماتھے سے گرم سیال نکلتا گیا اُسکی آنکھیں بند ہوتی گئی اور وہ خاموش ہو گیا ہمیشہ کے لیئے خاموش، اب کار میں صرف تین آدمی بچے تھے وہ سمجھ ہی نہیں پائے یہ اچانک کیا ہوا وہ تینوں لمحہ ضائع کئے بغیر ہاتھوں میں گن لیکر نکلے اور اسکے پاس جا کر اُسے گھیر لیا، اب بیچ میں ایجنٹ 401 تھا اور اِرد گرد وہ تینوں۔۔۔ ایجنٹ 401 کے انداز سے وہ سب سمجھ گئے کوئی دشمن ہی ہے جب اُن میں سے ایک نے زبان سے کچھ کہنے کے بجائے ہاتھ میں پکڑے چاقو سے وار کرنے کے لئے ہوا میں ہاتھ اُٹھایا مگر بر وقت ایجنٹ 401 نے اُسکا ہاتھ بیچ میں ہی پکڑ کر مروڑ دیا اُسکی دل خراش چیخ نمودار ہوئی ایجنٹ 401 نے مزید اُسکا ہاتھ پر دباؤ دیا جس سے اُسکی ہڈی ٹوٹنے کی آواز آئی۔۔۔ وہ پھر اُسکا ہاتھ پیچھے کرتے اُسے دور دھکیلا، دوسرے شخص آگے بڑھ کے اُسے مارنے والا تھا جب اسنے ڈائریکٹ اُسکی گردن پر فائرنگ کر دی وہ بیچ میں ہی رک گیا سرخ خون فوارے کے مانند نکلتا اُسکی کپڑوں میں جذب ہو رہا تھا۔۔۔ اب صرف دو شخص بچے تھے، ایجنٹ 401 ایک شخص کی دھلائی کرنے میں مصروف تھا جب وہ دوسرے شخص کو نہیں دیکھ پایا، وہ دوسرے شخص سے

بے خبر اُسکی دھلائی کرنے میں لگا تھا۔۔اور وہ شخص گن پکڑے اس پر نشانہ باندھ رہا تھا،ایجنٹ 401 کی اسکے جانب پشت تھی اُسکی یہ لاپرواہی اُسکا نقصان کر سکتی تھی اس شخص نے ٹریگر دبا دیا، لیکن جبھی کوئی ہوا کے جیسے آتے ہوئے ایجنٹ 401 کو ایک جھٹکے سے پکڑتا ایک سائڈ پر لے گیا جس سے اسکا سر اسکے سینے سے ٹکرایا،اور وہ جو کوئی بھی تھا وہ اُسکے گرد بازو حائل کئے تھا جسے وہ ہاتھوں سے بار بار اُسے دھکیل کی کوشش میں تھا،اس ہیولے نے اس ایجینٹ 401 کو اپنے سکنجے میں لئے اپنے جیب سے گن نکال کر ایک ایک کر کے اُن دونوں پر فائر نگ کر دی جس سے وہ لڑکھڑا کا زمین بوس ہو گئے

کون ہو تم

ایجنٹ 401 نے اسکے پیٹ میں مارتے کہا جس سے وہ لڑکھڑا کر دور ہوا اُسکا چہرا نظر نہیں آرہا تھا اُسکی ڈریسنگ بھی ہو بہو اُن دونوں جیسی تھی مگر اُسکے پیچھے ہڈی پر ڈیول لکھا گیا تھا۔۔۔وہ شخص ایجنٹ 120 نہیں تھا وہ اچھے سے جانتا تھا مگر وہ کون تھا

ڈیول۔۔۔

ایک شر گوشی نما آواز میں کہا ایجینٹ 401 نے نا سمجھی سے اُسے دیکھا لیکن وہ کوئی جواب دیئے بغیر اس اندھیرے میں آگے بڑھتا ایجنٹ 401 کی نظروں سے اوجھل ہو

گیا

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلیئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلیئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

وہ بائک سے اُتر کر ٹرک کے پاس پہنچا اور دوڑ کھٹکھٹایا ڈرائیور نے جیسے ہی شیشہ نیچے کیا اسنے شیٹ پر بیٹھے دونوں شخص پر ڈائریکٹ فائرنگ کر دی وہ دونوں ہوش حواس سے بیگانہ ہو گئے ایجنٹ 120 ڈور کو زور سے بند کرتے پیچھے کا دروازہ کھولا جہاں لڑکیاں تھی اُنکے ہاتھ پاؤں اور منہ بندھے تھے اُنہیں دیکھ کر اُسے مزید غصّہ آیا لڑکیوں کی عزت نازک کانچ کی طرح ہوتی ہے بس ایک ضرب لگتی ہے اور زندگی برباد اعتبار ختم

صرف رسوائی صرف موت کی چاہت موت کی دعا مگر کون سمجھتا ہے یہاں جب تک اس پر بیت نا جائے

بیوقوف دو دن کی محبت کے لیئے عمر بھر کی محبت ٹھکرانے چلی ہے

اُسکی آنکھوں میں شدید غصّہ تھا جب ایجنٹ 401 اُسکی پاس آیا اور پھر دونوں نے اُن لڑکیوں کو جیسے تیسے کر کے ہوش میں لاتے ہی اپنی اُن لڑکیوں کو سیف جگہ پہنچایا

ذولفقار صادق حاکم مینشن کے بڑے سے لونج میں جہاں ایک صوفے پر ذولفقار صادق اور اُنکے سامنے ایک صوفے پر حاکم شان و شوقت سے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا بیچ میں میز حائل تھی ہر مہنگی سے مہنگی چیز تھی اس مینشن میں لیکن گھر کے افراد صرف دو شخص تھے۔ حاکم اور عمار تھا، وہ دونوں باتوں میں مشغول تھے جب ذولفقار صادق کا فون بجا تھا، نمبر دیکھ کر وہ پہچان گئے تھے کون ہے

کیسے فون کرنا ہوا

لب پر مسکراہٹ تھی

بڑے اطمینان سے بیٹھے ہو

اگلا مصنوعی حیرت و مضحکہ خیز انداز میں بولا

کیا کرے کوئی ٹینس ہی نہیں ہے لیکن تم کیوں اتنے اطمینان سے ہو

ذولفقار صادق نے اس دن کی دھمکی یاد کرتے بولے

مجھے کہاں کوئی ٹینس دیتا ہے لیکن ہاں میں میں اکثر اپنے دشمنوں کو ٹینس دے دیا کرتا ہوں

وہ مسکراتے ہوئے لاپرواہی سے بولا

اچھا لیکن مجھے حیرت ہے میں ابھی تک مطمئن ہوں

ذولفقار صاحب نے مصنوعی حیرت سے کہا

ہاں یار مجھے بھی تمہیں ٹینس ہی دینی ہے اس لئے تو کال کیا ہے

اسنے دوستانہ انداز میں کہا تو ذولفقار صادق کو کچھ گڑ بڑ محسوس ہوئی

کہنا کیا چاہتے ہو تم

اس بار ذولفقار صادق کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں تھی

کیا تمہارا مال دبئی پہنچ گیا

اسنے سوال کیا تھا مگر وہ ذولفقار صادق کا جواب تھا جسے سن کر اُنکے چہرے کا رنگ بدلا

تم۔۔۔

ذولفقار صادق کچھ بولتے جب مقابل نے فون بند کر دیا ذولفقار صادق نے غصے سے اپنا

فون پوری قوت سے زمین پر پھینکا موبائل کی سکرین پوری طرح سے ٹوٹ چکی تھی

کیا ہوا کون تھا

اُسکا غصّہ دیکھ حاکم اُسکی جانب آتا تشویش سے بولا

یہ سب میرے راستوں کا کانٹا بنتے جا رہے ہے اسکا بھی کچھ کرنا ہو گا

ذو لفقار صادق خود کلامی کی جو حاکم کے سماعت تک بخوبی پہنچی تھی

کون ہے یہ

حاکم نے پھر سوال کیا تو ذو لفقار صادق اُسے حرف با حرف سب بتانے لگے جسے سن کر اُنکی حالت بھی ذو لفقار صادق کی حالت مختلف نا تھی

رات کا وقت تھا یہ منظر آفندی ولا کا ہے جہاں کوئی دو شخص دبے پاؤ سفید ماربل پر چلتے ہوئے بار بار اِرد گرد دیکھتا لمبی راہداری سے گزر رہا تھا، جب وہ اپنے مخصوص کمرے کے آگے روکے پھر ایک دوسرے کو دیکھا اُنکا چہرے ڈھکا ہوا تھا صرف آنکھیں نظر آ رہی تھی جس میں شیطانی چمک تھی، نوب گھما کر دروازہ کھولتے اندر داخل ہوتے ہی بیڈ کے جانب بڑھے کمرہ نفاست سے سجا ہوا تھا بیڈ کے اوپر بڑی سے تصویر تھی جہاں

حمزہ اور اسکے دوست تھے سب ایک ساتھ کھڑے ایک سے بڑھ کر ایک لگ رہے تھے

کمرے میں صرف نائٹ بلب آن تھا، وہ دونوں بغیر اِدھر اُدھر دیکھ رومال پر کولو فارم

ڈال کر حمزہ کے ناک پر لگا دیا جس سے وہ بیہوش ہو گیا پھر اُن دونوں نے اسکے چہرے پر

کالا کپڑا ڈال دیا، وہ دونوں حمز کو سہارا دے کر نیچے اتر گئے اب وہ صدر دروازے کے

جانب بڑھ رہے تھے جب کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی۔۔ وہ دونوں

پکڑے جانے کے ڈر سے پلر کے اوٹ میں چھپ گئے اندھیرے کی وجہ سے کچھ نظر

بھی نہیں آ رہا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اففف یہ کام ہمیں ہی کرنے کو دیا ہے ان منحوسوں نے

ذوہان کچکچا کر بولا

سمجھتے کیا ہے خود کو

شان نے بھی اُسے کے انداز میں بولا

حمزہ کبھی دائیں ڈھلک رہا تھا تو کبھی بائیں اگر شان کے کاندھے پر ڈھلکتا تو وہ کچکچا

کر ذوہان کے جانب کر دیتا اگر ذوہان پر ڈھلکتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتا

پکڑا اسے اس منحوس کو بیہوشی میں بھی چین نہیں ہے

شان کے کندھے پر حمزہ پھر ڈھلکا تو شان نے حمزہ کو دونوں بازوں سے پکڑ کر ذوہان کے

پاس دھکیلا مگر ذوہان وہاں سے ہٹ گیا تھا جس وجہ سے حمزہ منہ کے بل زمین پر گرا لیکن اُسے ہوش نا آیا وہ بے سود زمین پر پڑا رہا شان نے ذوہان کو گھورتے ہوئے حمزہ کا ایک بازوں پکڑتے کھینچ کر کھڑا کیا، جب پھر قدموں کی چاپ سنائی دینے لگی تو وہ دونوں اچھے سے پلر کے پیچھے چھپ گئے جب لگا کی اب کوئی نہیں ہے تو اُن دونوں نے سکھ کا سانس بھرتے ہوئے ایک قدم آگے بڑھے اور پھر ایک دوسرے کو دیکھا پھر حمزہ کو لینے کے لئے پیچھے گھومے مگر وہاں حمزہ نہیں دیکھا

ابے یہ بیہوش آدمی کہاں گیا

ذوہان نے ایک ہاتھ ماتھے پر رکھتے شان سے بولا

مجھے کیا پتہ گدھے، اتنا اندھیرا ہے کچھ نظر نہیں آرہا

شان نے جھجھلا کر کہا تو ذوہان نے فلیش آن کیا۔۔۔اُنہیں حمزہ پلر کے پیچھے گرا ملا شان جلدی سے اُسے اٹھانے کے لئے آگے کو جھکا جب پھر کسی کی قدموں کی چاپ سنائی دی ذوہان اور شان نے ایک دوسرے کو دیکھا ذوہان نے نفی میں سر ہلایا لیکن شان نے اُسکا اشارہ نظر انداز کرتے ہوئے جلدی سے حمزہ کی ایک ٹانگ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا صدر دروازے کے جانب لے جانے لگا اگر حمزہ ہوش میں ہوتا تو اتنی عزت سے

لے جانے پر اُن دونوں کو مکے کا ہار ضرور پہناتا مگر افسوس وہ ہوش میں ہی تو نہیں تھا جس سے وہ دونوں مکّے کے ہار سے محروم ہو گئے،

اُسکی اس انداز پر لے جانے پر ذوہان کو قہقہ لگانے کا دل چاہا مگر اپنا قہقہ کا گلا گھونٹتے ہوئے اُسکی پیچھے لپکا جہاں شان کار کے پیچھے والی شیٹ پر اُسے پٹختا آگے والی شیٹ پر بیٹھ گیا ذوہان بھی جلدی سے شیٹ پر بیٹھا تو شان نے گاڑی سٹارٹ کر دی

تھوڑی دیر گزری تھی جب حمزہ کے وجود میں جنبش ہوئی پھر اسنے دھیرے دھیرے آنکھ کھولا تو اندھیرے کو پایا اُسے محسوس ہوا کی اسکے سر پر کچھ ہے۔۔۔وہ اپنا ہاتھ بڑھاتا کپڑے کو اتارنے لگا لیکن تب تک ذوہان کی نظر اُس پر پڑ گئی وہ جلدی سے پیچھے والی شیٹ پر پہونچا اور اُسکا ہاتھ پکڑ کر اسنے شان کو دیکھا شان نے اُسے رومال پکڑایا ذوہان نے لے کر اُس رومال سے حمزہ کا ہاتھ پیچھے لے جا کر باندھ دیا، ہاتھوں کو کام نا کرتا دیکھ حمزہ اپنا پاؤں چلانے لگا ذوہان نے گھور کر اُسے دیکھا پھر اپنی ہڈی اُتار کر اُسکا پاؤں بھی باندھ دیا، پاؤ کو بھی باندھا دیکھ اب حمزہ منہ سے کچھ بولنے والا تھا جب ذوہان نے تھوڑا سا کالا کپڑا اسکے چہرے سے ہٹا کر کپڑا ٹھوس دیا لیکن حمزہ نے ہار نہیں مانی

اممم اممم

کپڑا کی وجہ سے آواز نہیں نکل پائی وہ بار بار ایسی ہی آواز نکالتا جس سے ذوہان غصے سے کھولتا ہوا ایک تھپڑ اُسکی منہ پر دے مارا مارنے کے باعث اُسکے منہ کا کپڑا جو اسکے بولنے کی وجہ سے آدھا باہر آگیا تھا اب گر چکا تھا

چھوڑو مجھے کون ہو تم لوگ

حمزہ خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا ذوہان نے اسکے منہ میں ٹھوسنے کے لئے پھر کپڑا اُٹھایا، مگر اس سے پہلے پھر وہ اُسکے منہ میں ڈالتا حمزہ نے اندازے سے اُسکا ہاتھ جھٹک دیا جس سے کپڑا ونڈو سے باہر چلا گیا ذوہان نے جھنجھلا کر اُسے وہی چھوڑتے آگے شیٹ پر بیٹھ گیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نے پوچھا کون ہو تم

حمزہ پھر بولا جس سے ذوہان نے کچکچاتے ہوئے شان کو دیکھا شان نے اپنی مسکراہٹ چھپائی

تم لوگ شاید مجھے جانتے نہیں ہو میں حمزہ شہیر آفندی ہوں اگر تم لوگوں نے مجھے چھوڑا نہیں تو میں اپنے باپ سے کہے کر تم سب کو سلاخوں کے پیچھے کروا سکتا ہوں سمجھے بے غیر توں، اوپر کلاس سے ریلیٹڈ ہوں میں اور بہت پولیس آفیسر سے دوستی بھی ہے اور ویسے تمھیں کڈنیپ کرنا ہی تھا تو اتنی محنت سے میرے گھر آکر کرنے کی

کیا ضرورت تھی۔۔ تمہارے جان کو خطرہ بھی ہی سکتا تھا۔۔۔ صبح کر لیتے کیونکہ میں صبح گھر کے باہر ہوتا ہوں اور تمہارے کڈنیپ کرنے میں آسانی ہوتی، لیکن ایک بات بڑی افسوس کی ہے، تمہیں مجھ کو کڈنیپ کر کے کچھ حاصل نہیں ہو گا کیونکہ میں بہت غریب بندہ ہوں

وہ جو پہلے اوپر کلاس اور اپنے باپ کی دھمکی دے رہا تھا اب خود کو غریب کہنے لگا تھا

کیا تم جانتے ہو میں۔۔۔۔

حمزہ کی زبان ذوہان کے گھونسے نے بند کی تھی

آہ کیسے گھٹیا قسم کے کڈنیپر ہو منحوس کم از کم عزت تو کرنا سیکھو بد تمیز

حمزہ کپڑے کے اوپر سے ہی اپنا گال سہلاتا بولا

مجھے لے کہا جا رہے ہو، اگر لے ہی جا رہے ہو کپڑا تو ہٹا دو میں بھی تو دیکھوں تم سب کی شکل کیسی ہے، آخر تم نے حمزہ شہیر آفندی کو کڈنیپ کیا ہے تم اپنا چہرہ دکھاؤ مجھے، اگر تم میرے معیار پر نہیں اُترے تو میں تمہارے ساتھ کڈنیپ نہیں ہو نگا اور اگر اُتر گئے تو میں خود خوشی خوشی تمہارے ساتھ چلو نگا

شاید حانم کا ریڈیو حمزہ کے اندر انسٹال ہو گیا تھا جسکا منہ بند ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا

اُسکی بک بک سنتے ذوہان اور شان نے کان میں ہینڈ فری لگالی جس سے باقی کا راستہ

سکون سے کٹا لیکن حمزہ کا منہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی نہیں بند ہوا تھا

میرے عشق میں جنوں ہے، میرا تُجھ میں سکون ہے

مجھے تو چاہیے اس طرح خوشی ملتی ہو جس طرح

تیری آنکھوں میں جو نمی ہے ختم کردے تو اسے

تو رونا اس طرح پانی کی بوندیں ہو جس طرح

آنکھوں کے پردوں سے ناجاتی ہو ماضی کی تلخ حقیقت

تو بھول جا اس طرح مسافر کو منزل ملی ہو جوس طرح

اس غزل میں بس تیری ہی باتیں ہے

تُجھے محبت ہو اس طرح میں تُجھ سے کرتا ہوں جس طرح

از قلم ثانیہ انصاری

یہ ایک خوبصورت برج تھی رات کے اس وقت سنسان تھی برج کے نیچے ندیاں بہتی

اپنا راستہ ڈھونڈ رہی تھی سرد ہوا چل رہی تھی آسمان پر چاند پوری آب و تاب سے

چمک رہا تھا برج کے تھوڑی حصے میں لائیٹ اور بلون سے سجایا گیا تھا اور بیچ میں ایک ٹیبل تھی جس پر کیک رکھا ہوا تھا ٹیبل کے کچھ فاصلے پر تین کار تھی ایک کار کی بونٹ پر صارم اور طلحہ بیٹھے تھے بار بار پریشانی سے ہاتھ میں پہنے واچ کو دیکھتے تو کبھی کسی کو کال کرتے اور ایک کار کی بونٹ پر حانم اور جنت بیٹھی تھی اور ایک پر نور ہانیہ اور زویا تھی جبھی اس خاموشی کو چیرتی کار کی آواز آئی سب نے آواز کے تعاقب میں دیکھا۔۔۔کار کے ساتھ دھول اُڑتی ہوئی آرہی تھی اب کار ایکدم اُنکے نزدیک آگئی تھی کار ایک جھٹکے سے رکی ذوہان ڈور کھول کر نکلا اور پوری قوت سے ڈور بند کرتا اُن سب کو گھورتے ہوئے ایک کار کی بونٹ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔شان ذوہان کو دیکھتا نفی میں سر ہلاتے باہر نکل کر پیچھے والا ڈور کھولا جہاں حمزہ کا منہ مسلسل چل رہا تھا شان نے اُسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کار کی بونٹ پر پٹکا۔۔۔

پکڑا اس حانم پارٹ ٹو کو

شان نے حمزہ کو گھور کر اُن سب سے کہا

تمہاری آواز بلکل میرے ایک منحوس دوست سے مل رہی ہے واو یار اب مجھے تجسس ہو رہا ہے تمہیں دیکھنے کا ویسے میں نے سنا تو تھا اس دنیا میں ایک شکل کے سات انسان

ہوتے ہے مگر آج میں نے دیکھ بھی لیا لیکن فرق بس اتنا ہے لوگ شکل کی بات کرتے ہے مگر یہاں آواز کی بات ہو رہی ہے، ویسے یہاں اتنی ٹھنڈی کیوں لگ رہی ہے کیا تم مجھے کشمیر لے کر آ گئے لیکن اتنے کم وقت میں ہم کیسے کشمیر پہنچ سکتے ہے یعنی ہم دہلی میں ہے۔۔۔ چلو یار جلدی سے میرے ڈیڈ کا نمبر مانگو، اور میں تمہیں دوں پھر تم ڈیڈ کو دھمکی دے کر پیسا مانگو گے لیکن ڈیڈ پورے پلاننگ کے ساتھ آئینگے اور پھر اپنی چال چلتے ہوئے تمہیں اریسٹ کروا دینگے۔۔۔ہاؤ فلمی یار

اُسکا منہ بند ہونے کا نام ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔۔وہ سب حیرت سے اُسے دیکھ رہے تھے

اُسکا دوست کب سے اتنا بولنے لگا ہے

حانم تم نے میرے دوست کے ساتھ کیا کر دیا ہے

طلحہ صدمے سے حمزہ کو دیکھتے حانم سے سوال کیا

میں۔۔میں کیا۔۔۔۔

اسی نے۔۔۔۔اسی نے حمزہ پر کچھ کیا ہے ورنہ ہمارا حمزہ کہاں ایسے ریڈیو کے جیسے چالو ہو جاتا تھا

ذوہان کار کی بونٹ سے اُتر کر حانم کے جانب بڑھتے تپ کر بولا

حانم یار پلز تم نے جو بھی کیا ہے اسے واپس ٹھیک کر دو ورنہ ہمارے کان سے خون نکل جائے گا

شان نے ایسے کہا جیسے حانم نے ہی کچھ کر دیا ہو حانم ہکا بکا اس الزام پر اُن سب کو دیکھ رہی تھی

کیا کیا ہے ویسے تم۔۔۔

سٹاپ اِٹ تم سب کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔میں کیا کرونگی اسکے ساتھ

صارم کی بات کے درمیاں میں ہی حانم نے چلاتے ہوئے کہا

یار مجھے تو اب اس بد دماغ ریڈیو کی بھی آواز سنائی دینے لگی ہے

حمزہ نا سمجھی سے بولا جب حانم دانت پیستے ہوئے اُسکے جانب بڑھی اور کالا کپڑا اُسکے چہرے سے کھینچا

ارے ریڈیو تم یہاں

حمزہ حیرت سے بولا پھر ہر طرف گردن گھما گھما کر دیکھنے لگا جیسے جیسے دیکھتا گیا اُسکے لبوں پر مسکراہٹ دوڑتی گئی اور جب وہ بولا تو اُسکے لہجے میں صرف خوشی ہی خوشی جھلک تھی

یار تم سب کو یاد تھا میرا برتھڈے

حمزہ نے اُن سب کے جانب دیکھتے خوشی سے بولا۔۔اُسکے انداز پر وہ سب ناچاہتے

ہوئے بھی مسکرادیئے

تم سب نے مجھے کڈنیپ کروایا تھا تو پہلے بتادیتے اگر میں تجسس کے مارے مر ور جاتا تو

حمزہ کیک کے جانب بڑھا

تو کب سے اتنا بولنے لگا ہے

سب بات چھوڑ کر صارم نے اُسکے کاندھے پر ہاتھ رکھتے یہ سوال کیا

جب سے میرا اس ریڈیو سے سامنا ہوا ہے

حمزہ شرارتی مسکراہٹ سے حانم کے جانب دیکھتے بولا جو اُسکے دیکھنے پر منہ پھلا کر

دوسرے جانب چہرا موڑ دیا اُسکے ایسا کرنے پر حمزہ کھل کر مزید مسکرایا

یہ سوال جواب بعد میں کرنا چل یہ کیک کاٹ ورنہ مجھ سے اور برداشت نہیں ہوگا اور

میں اسے لیکر بھاگ جاؤنگا

ذوہان اُسکے جانب آتے کیک کو للچائی نظروں سے دیکھتا گویا ہوا

میرا کیک ہے۔۔۔ نظر مت رکھو

حمزہ جلدی سے کیک کے آگے کھڑا ہوگیا

میرا کیک ہے، اتنی محنت کی ہم نے یہی سن نے کے لئے کی تمہارا کیک ہے

شان اُسے کیک کے آگے سے دھکیلتا تپ کر بولا

بحث مت کرو کیک کا مرڈر کرو جلدی

طلحہ نے حمزہ کو نائف تھمائی

ہانیہ نے کیمرہ آن کیا اور کار کی بونٹ پر ٹیبل کی طرف کیمرا رکھ کر آگے بڑھی۔۔۔

کیمرے میں ہر منظر آسانی سے قید ہو رہا تھا

ہیپی بر تھڈے گدھا

ہیپی بر تھڈے لنگور

ہیپی بر تھڈے حمزہ

جیسے ہی حمزہ نے کیک کاٹا تو الگ الگ نام سے سب نے وش کیا گدھا اُن چاروں نے کہا تھا لنگور حانم کے علاوہ اور کون کہے سکتا تھا۔۔۔انسانوں کی طرح نام صرف ہانیہ نور اور جنت نے لیا تھا۔۔۔۔کیک کاٹ کر اُن سب کو کھلانے کے بجائے حمزہ پورا کیک خود کھانے لگا

کمینے ہمیں بھی دے

ذوہان کی تو جان بن آئی تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ صرف میرا ہے

وہ کہتا کاٹ کر کھانے والا تھا جب پیچھے سے صارم اُسے گردن سے پکڑ کر اُسکا چہرا کیک میں پوری طرح ڈبو دیا

لے کھا لے

صارم اُسے چھوڑتا بولا۔۔۔پھر ذوہان اُسکے جانب بڑھا اور کیک کا بڑا سا پیس اٹھا کر اُسکے منہ میں ٹھوس دیا شان کہا پیچھے رہتا۔۔۔اسنے سپرے اُٹھایا اور پورا حمزہ پر سپرے کر دیا۔۔۔طلحہ نے پاس پڑا کولڈ ڈرنک کا بوتل اٹھا کر پورا اُس پر اُڈھیل دی۔۔

ارے واہ یہ تو اب اصلی والا ایلین لگ رہا ہے

جنت تالی بجاتے ہوئے حمزہ کا چہرا دیکھ کر دانت نکالتی بولی حمزہ کے چہرے پر پورا کیک لگا تھا جس سے وہ سفید دکھ رہا تھا سپرے اُسکے کپڑے چہرے اور بال پر تھا بال کہیں کا کھڑا تھا تو کہیں کا چپکا۔۔۔اور اُسکے منہ میں بڑا سا کیک کا پیس تھا جس سے اُسکا منہ پھلا ہوا تھا کولڈ ڈرنک اُسکے سر سے بہتی ہوئی اُسکے چہرے سے ہوتے ہوئے کپڑوں میں جذب ہو رہی تھی وہ کافی مضحکہ خیز لگ رہا تھا

ہاہاہا کتنے فنی لگ رہے ہو ہاہاہا

حانم ہنستے ہوئے بولی اُسکی ہنسی سے حمزہ نے اُن سب کو گھورا جو اُسکی یہ حالت کرنے کے

بعد اب اُسکا فوٹو اور ویڈیو لینے میں مصروف تھے حمزہ غصے سے صارم کے جانب بڑھا جو اُسکا ویڈیو بنا رہا تھا، اُسکو اپنے جانب آتا دیکھ وہ بھاگنے والا تھا لیکن حمزہ اُسکے گلے لگ گیا جس سے وہ بھی گندا ہو گیا تھا

دیکھو اب یہ بھی فنی لگ رہا ہے

حمزہ نے صارم کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئی جنت کے جانب دیکھتے بڑے آرام سے بولا۔۔۔اور صارم غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا۔۔۔

اب سے کیا مطلب ہے، اسکی شکل تو ہمیشہ سے ہی فنی ہے

جنت نے کہے کر قہقہ لگایا

تمہاری شکل کسی جوکر سے کم نہیں ہے

صارم تپ کر بولا

میں نے تم سے نہیں کہا

اسنے آنکھیں گھمائی

بات تو میرے ہی بارے میں نا تھی

صارم مزید تپا

تو میں۔۔۔

اُنہیں لڑتا دیکھ نور نے کیک کا بڑا پیس جنت کے منہ میں ڈال دیا جس سے اُسکی بات منہ میں ہی دم توڑ گئی

کیا بات ہے یار بڑے فریش ہو

حمزہ کا نشانہ اب طلحہ تھا جو اُسکی بات سمجھتے اپنے بچاؤ کے لئے کچھ ہتھیار ڈھونڈنے لگا مگر شان اور ذوہان نے اُسے دونوں بازؤں سے پکڑ کر اُسکے راہ فرار کا راستہ بند کیا

دیکھ اگر تو نے مجھے گندا کیا نا اچھا نہیں ہو گا تیرے لئے

طلحہ نے اُسے وارننگ دی مگر اثر کسے کرنا تھا حمزہ آگے بڑھا اور اُسکے گلے لگ گیا اور پھر اسنے بھی طلحہ کی طرح اس پر پوری کولڈرنک اُڈھیل دی

میری جان اب لگ رہا ہے نا میرا دوست

حمزہ اُسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکرا کر بولا اور پھر اپنا فون نکال کر تصویر لینے کے لئے کیمرہ سامنے کیا

ابے گدھے ہمیں بھی لے

شان کہتا ہوا اُسکے بغل میں کھڑا ہو گیا اُنکی دیکھی دیکھا وہ سب بھی آ گئی اور پھر سب نے ایک ساتھ سیلفی لی لیکن کسی کا منہ سیدھا نہیں تھا

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پراپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تواردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کااستعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریرایک ہفتے کے اندراندرویب پرپوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئےاوپردیئے گئے رابطے کے ذرائع کااستعمال کرسکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرامیگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ برتھڈے کی باعث لیٹ نائیٹ سویا تھااس لئے اُسکی نیند دوپہر کے ایک بجے کھلی تھی وہ اٹھ کرواشروم چلا گیا فریش ہو کر نکلا تو باہر سے شور کی اواز آئی وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا پھر ناک شک ساتیار ہو کر روم سے باہر نکلا وہ بلیو جینز پر وائٹ ٹی شرٹ اور بلیو ڈینم پہنے ہوئے تھا بال ماتھے پر بکھرے تھے وہ گنگنا تا ہوا سڑیوں سے اُتر رہا تھا جب اُسکی نظر سامنے صوفے پر بیٹھتے وجود پر پڑی جو شہیر آفندی سے محو گفتگو تھے اس وجود کو اپنے گھر میں دیکھ کر ٹھٹکا اگلا پچھلا ہر کارنامہ اُسے یاد آنے لگا وہ کوئی اور نہیں اُسکے سر تھے سر مبین، وہ اُن سے بچنے کے لئے واپس مڑ کر بھاگنے ہی والا تھا مگر

شاید اُسکی قسمت میں آج بچنا نا تھا

حمزہ اِدھر آؤ

شہیر صاحب نے اپنی روبدار آواز سے کہا اُسکے قدم تھمے

ڈیڈ وہ میں۔۔۔مجھے کچھ کام ہے بعد میں آؤنگا

وہ بنا پلٹے جلدی سے بولتا آگے بڑھنے لگا

ایسا کیا کام ہے جو تم جارہے ہو

شہیر صاحب نے اُسکی پشت کو گھورتے ہوئے کہا سر مبین کی توجہ اُن دونوں پر ہی تھی

وہ۔۔وہ ڈیڈ مجھے ناسونا ہے

وہ تیز تیز بولتا بے تکی بات کہے کر پھر آگے بڑھنے لگا۔۔۔وہ بس کسی طرح یہاں سے بھاگنا چاہتا تھا

ابھی سو کر اٹھے ہو نا، یہاں آو

اس بار شہیر صاحب کا لہجے میں سختی تھی

یا اللہ بچالے مجھے اس جلاد سر سے

اُنکے لہجے کی سختی محسوس کرتے حمزہ بڑبڑاتے ہوئے دھیرے دھیرے پیچھے مڑا اُسے

دیکھ کر سر مبین چونکہ اور اُنہیں ایک کے بعد ایک واقعہ اور بات دماغ میں گردش کرنے لگا۔۔۔اُنہیں اس دن والا واقع یاد آگیا جب شان شہیر آفندی بنا تھا۔۔۔اُنہیں لمحہ لگا تھا ساری بات سمجھنے میں اُنکے چہرے پر سختی تھی۔۔۔حمزہ مرے مرے قدموں سے اُن دونوں کے جانب پہونچا

ا۔۔۔اسلام و علیکم

وہ اپنے ہونٹوں پر جبراً مسکراہٹ سجائے بولا

و علیکم اسلام

دانت پیس کر جواب دیا گیا

یہ میرا بیٹا ہے حمزہ شہیر آفندی جس یونی میں تم پروفیسر ہو اُسی یونی میں پڑھتا ہے جانتے ہی ہوگے تم

شہیر صاحب نے حمزہ کا تعارف کروایا

ہاں اچھے سے جانتا ہوں

اُنکی کڑی نظر حمزہ پر ہی تھی

اچھا ڈیڈا اب میں چلتا ہوں

اُنکے گھورنے کی وجہ سے حمزہ جلدی سے کہے کر باہر کے جانب بڑھا۔۔۔گھر کے باہر

نکلتے ہی اسنے سکون کے سانس خارج کی اور کار میں بیٹھ کر کار کو روڈ پر دوڑانے لگا

یااللہ اب تو پکا سر مبین یونی میں چن چن کر بدلے لینگے

وہ ڈرائیونگ کرتے کرتے بڑبڑایا

وہ ریسٹورینٹ کے اندر داخل ہوا ہی تھا جب اُسکی نظر اُن سب پر پڑی وہ آگے بڑھ کر

ایک چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا طلحہ نے اُن سب کو آج ٹریٹ دینی تھی

آیئے آیئے موصوف ہم آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے آنے میں دقت تو نہیں ہوئی نا

صارم نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا اگر کوئی اور ہوتا تو اب تک شرمندہ ہو چکا ہوتا مگر

اس میں کوئی شرم نام کے جراثیم نہیں پائے جاتے تھے

ہاں یار بہت ٹریفک تھی اس لئے تھوڑی دقت ہوئی آنے میں

اسنے واچ میں دیکھتے مصروف سے انداز میں کہا تو صارم نے اُسکے پیٹ میں ایک مکا

دے مارا

کیا ہے منحوس مار کیوں رہا ہے

وہ کراہتا ہوا بولا

اے انسان بن کر بیٹھو گھر نہیں ہے تمہارا

طلحہ نے ہر بار کی طرح اُنہیں انسان بن نے کو کہا

یار سمجھو ناہم تمہارے دوست ہے کیسے انسان بن سکتے ہے

ذوہان نے طلحہ کو دیکھتے جواب دیا

ویسے تو اتنے لیٹ کیوں آیا

شان نے کہااور تب تک ویٹر بھی کھانارکھ کر چلا گیا تھا۔۔شان نے پوچھاتو ایک بات

پھر اُسے کچھ دیر پہلے والا واقعہ گھومنے لگا

مراقبے میں چلا گیا

حمزہ کو کسی خیال میں ڈوبا دیکھ حانم نے طنز کیا

ابے گدھے میں تُجھ سے کچھ پوچھ رہاہوں

شان نے اُسکے سر پر چپت مارتے کہاتو وہ ہوش میں آیا

یار مت پوچھ آج کیا ہوا تھا

حمزہ نے جھر جھری لی

ٹھیک ہے نہیں پوچھتے

طلحہ کہے کر اپنی پلیٹ سے سینڈوچ کھانے لگا

ٹھیک ہے مت پوچھو۔۔۔میں خود بتادیتا ہوں

حمزہ نے طلحہ کو گھور کراُن سب سے کہااور پھر تمام واقعہ اُنہیں گوش گزار دیا

یعنی اب تیری درگت بنے گی یونی میں

صارم مزے سے کہتا کھانے لگا

ویسے تم نے ایسا کیا کر دیا تھا جس سے سر نے تمہارے ڈیڈ کو بلایا تھا

نور فورک اٹھاتی بولی اُسکے پوچھنے پر حمزہ کو یاد آنے لگا آخر اُسکی غلطی ہی تو نہیں تھی اور

جس کی غلطی تھی وہ مزے سے بیٹھا کھا رہا تھا

اب تمہارا منہ بند کیوں ہو گیا

اُسے خاموشی سے بیٹھا دیکھ زویا تپ کر بولی

بتاؤ؟

ہانیہ کو جاننے کا تجسس ہوا

طلحہ تیری بیوی کچھ پوچھ رہی ہے

حمزہ طنزیہ لہجے میں بولا تو طلحہ نے نا سمجھی سے ہانیہ کو دیکھا

تم سے پوچھا ہے

ہانیہ نے حمزہ سے کہا

کیا پوچھا ہے

طلحہ ناسمجھی سے گویا ہوا

یہی کی حمزہ نے ایسا کیا کر دیا تھا جس سے سر مبین نے حمزہ کے پرنٹس کو بلانے کو کہا

صارم مزے سے بولا طلحہ نے حمزہ کو دیکھا

یارا تنی دن کی بات ہے اب چھوڑ نا

اسنے بات کو ہوا میں اڑائی

ایسے کیسے چھوڑ دو پھنسا تو میں ہوں نا

حمزہ دانت پیس کر بولا

یہ نہیں بتائے گا میں بتاتا ہوں، ہوا کچھ یوں تھا کی یونی میں طلحہ کرکٹ کھیل رہا تھا پھر

ان موصوف نے چھکا مار دیا اور بال سر مبین کے سر پر لگی اور آپکے شوہر نامدار نے خود کو

بچانے کے لئے بیٹ حمزہ کو دے دی جس سے سر کو لگا حمزہ نے بال مارا ہے پھر حمزہ سے

اُسکے پرنٹس کو بلانے کو کہا مگر ڈیڈ کے ہاتھوں درگت بننے سے بچنے کے لئے اسنے مجھے

اپنا نقلی باپ بنایا اور آگے تو تم سب کو پتہ ہی ہے

شان کھانے کے ساتھ مسکرا مسکرا کر بتا رہا تھا

اور حمزہ تُجھے یاد ہے ناتو نے مجھ سے کہا تھا میں جو کہو نگا وہ کرے گا

شان نے اُسے یاددہانی کی

ہاں یاد ہے

حمزہ جوس پیتا بولا بات کرتے کرتے اُن سب کا کھانا بھی ختم ہو گیا تھا جب طلحہ نے

پیمنٹ کرنے کے لئے والٹ نکالنا چاہا مگر یہ کیا والٹ کا تو نام و نشان ہی نہیں وہ پریشانی

سے جیب ٹٹولنے لگا کیونکہ اسی میں اُسکا کریڈٹ کارڈ بھی تھا کم از کم اس سے تو عزت بچ

جاتی مگر وہ بھی غائب، اتنی دیر میں ویٹر اُنکے جانب آیا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سر پے

ویٹر بولا

اچھا دے رہے ہے ویٹ کرے

طلحہ نے کہا تو وہ سر ہلا یا دوسری ٹیبل کے جانب بڑھ گیا

کیا ہوا؟

ہانیہ نے سوال کیا

یار میرا والٹ نہیں مل رہا لیکر تو آیا تھا

طلحہ پریشانی سے گویا ہوا اُسکی بات سن کر سب کو پریشانی لاحق ہوئی

یعنی اب ہمیں یہاں برتن دھونے ہونگے پوچھالگاناہوگا۔۔۔۔میں نہیں لگاؤنگا نہیں لگاؤنگا نہیں لگاونگا

ذوہان نے ڈرامیٹک انداز میں کہا مجال ہے جو سنجیدہ ہو جائے

کیوں نہیں لگائے گا کیوں نہیں لگائے گا کیوں نہیں لگائے گا

شان بھی اُسے کے انداز میں بولا

منہ بند کر پیسے ہے تیرے پاس۔۔۔۔پیسے نکال

طلحہ نے اُن دونوں کو دپٹتے کہا

تو نے ہمیں بلایا تھا میں سنڈے کو دیر سے اٹھتا ہوں اور جیسے ہی میں نیند سے بیدار ہوا ریسٹورینٹ پہنچ گیا

شان نے کہا تو طلحہ نے ذوہان کے جانب دیکھا

میرا بھی یہی حال ہی جانی

حمزہ سنو تم نا ذرا برتن دھولو اس سے ہماری عزت بچ جائے گی

حانم نے کہا

تم ہی دھولو شکل سے ہی نوکرانی لگتی ہو

حمزہ تپ کر بولا جنت کا قہقہ چھوٹا

منہ بند رکھو تم اپنا

حانم نے تپ کر جنت کا بال کھینچا جس سے اُسکا سارا بال بگڑ گیا تھا اب صارم کا قہقہ گنجا

تم نا میرے معاملے میں مت ہنسا کرو

وہ اُسے انگلی اٹھاتی بولی نا جانے اُسے صارم سے اتنی چڑ کیوں تھی

کیوں نا ہنسو

وہ ہنستے ہوئے بولا

تمہیں پتہ ہے جب میں تمہاری شکل دیکھتی ہوں نا مجھے غصّہ آنے لگتا ہے

وہ دانت پیس کر بولی

تو مجھے کونسا خوشی ہوتی

صارم آنکھیں گھما کر بولا۔۔۔ جنت نے بس گھورنے پر اکتفا کیا

خاموش کیوں ہو گئی

اُسکے کچھ نا بولنے پر شان نے پوچھا

یار لڑائی کرو ہم بور ہو رہے تھے

ذوہان نے بھی کہا

تم دونوں اپنا منہ بند کرو عزت کیسے بچیگی یہ بتاؤ

طلحہ نے اُن دونوں کو گھورا

یار نہیں دینی تھی ٹریٹ تو مت دیتا یوں ریسٹورینٹ میں بولا کر کھانا کھلا کر پیسے نا دینے کا

بہانا کر رہا ہے

حمزہ نے طلحہ سے کہا

تم جیسا کجوس نہیں ہوں

طلحہ تپ کر بولا

میرے پاس ایک آئیڈیا ہے

صارم نے کہا تو سب نے اُسے دیکھا

کیا؟

ہانیہ نے پوچھا تو اسنے اُن سب کو اپنا پلان بتایا

اپنی شکل جیسا ہی پلان بتایا ہے اسنے

جنت نے صارم کو گھورتے کہا

تم سے نہیں بات کی میں نے

صارم نے بھی اسی کے انداز میں کہا

جنت سٹاپ اٹ

ابھی جنت کچھ کہتی جب نور نے اُسے ٹوکا تو جنت منہ بگاڑ کر بیٹھ گئی

تمہارے ایک بات کہنے سے یہ کیسے خاموش ہو گئی

شان نے نور سے سوال کیا

کیونکہ یہ چڑیل ہے شکل دیکھ کر لگتا ہے کوئی خون کیا ہے اسنے

ذوہان نے نور کو کہا

مجھے پتہ ہے یہ ڈاین ہے

شان بولا

تم دونوں منہ بند کرو ورنہ دیر نہیں لگے گی تم دونوں کا خون کرنے میں

نور نے ذوہان اور شان کو گھر کا

اس پلان پر عمل کرنا ہے یا نہیں

اُنہیں اپنے میں ہی لگا دیکھ۔۔۔صارم نے جھنجھلا کر بولا

ہاں چلو ایڈونچر بھی ہو جائے گا

حمزہ مزے بولا جبھی کوئی ریسٹورینٹ میں داخل ہوا شان نے ویٹر کو اپنے جانب

اشارے سے بلایا جیسے ہی وہ وجود اُنکی ٹیبل سے گزرنے لگا تھا۔۔۔حمزہ اچانک اٹھ کر

اُسکے گلے لگ گیا وہ لڑکا تو بوکھلا ہی گیا تھا کپڑوں سے امیر گھر کا معلوم ہوتا تھا۔۔۔

اُنہونے چن کر شکار پکڑا تھا

میری جان کیسے ہو تم اور بتاؤ کہاں مصروف ہوتے ہو

حمزہ اُس سے الگ ہوتے دوستانہ لہجے میں بولا۔۔۔وہ لڑکے نا سمجھی سے اُسے دیکھنے لگا

یار تم نے مجھے نہیں پہچانا میں وہی ہوں تیرے بچپن کا دوست تو مجھے بھول گیا میں

شافع۔۔۔جب ہم چھوٹے تھے اسکول میں مل کر چیٹنگ کرتے تھے ایک بار تو پکڑا گیا

تھا مگر میں نے ہی تُجھے بچایا تھا تیرے حصے کی مار مجھے کھانی پڑی تھی ایک بار جب تو لنچ

نہیں لایا تھا میں نے تُجھے اپنا لنچ دیا تھا تیرے وجہ سے میں بھوکا رہا پھر تو نے کہا تھا کی

جب میں بڑا ہو کر خود کمانے لگ جاؤں گا تو میں تمہارا اُدھار دے دونگا میری جان اب وہ

وقت آگیا ہے۔۔۔۔ویٹر اِدھر آؤ یہ میرا دوست ہے یہ پیمنٹ کر دیگا

وہ سب اپنا قہقہ ضبط کئے دیکھ رہے تھے جب حمزہ نے ویٹر کو آواز دی تو وہ سب

ریسٹورینٹ سے باہر نکل کر کار میں بیٹھ چکے تھے حمزہ اُس لڑکے کو موقع دیئے بغیر

بولے جا رہا تھا پھر اُسے ویٹر کے حوالے کر کے خود ریسٹورینٹ سے باہر نکل کر کار میں

بیٹھ گیا اُسکے بیٹھتے ہی کار زن سے اُڑا ل گئے

سر پیمنٹ

ویٹر نے کہا

کیسا پیمینٹ کہا کا پیمنٹ میں نہیں جانتا انکو

وہ لڑکا تپ کر بولا وہ دونوں اپنے بحث میں لگ چکے تھے

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

ہاہاہا بیچارہ پھنس گیا

وہ سب ریسٹورینٹ کے کافی آگے سنسان روڈ پر کار روکے کار کی بونٹ پر بیٹھ کر ہنس

ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے جب ہانیہ نے ہنستے ہوئے کہا

جبھی نور کا فون بجا نمبر دیکھ کر وہ حد درجہ بیزار ہوئی پھر اُکتا کر یس کیا

ہیلو

لہجے میں اُکتاہٹ صاف واضح تھی جسے اگلے نے صاف محسوس کیا تھا

کہاں ہو تم

ذولفقار صادق نے سوال کیا

مجھے نہیں لگتا آپکو یہ جاننے کا حق ہے

لہجہ اکھڑا تھا جسے سب نے محسوس کیا جنت نے اشارہ سے سوال کیا تو اُسنے سب کو دیکھا

اُن سب کو اپنی طرف متوجہ پا کر اُسنے جبراً مسکرا کر نفی میں سر ہلایا

آفس کیوں نہیں آئی آج

اُنہوں نے ضبط سے سوال کیا

میری مرضی

وہ اپنی مرضی کی مالک تھی

یہ تمہارے باپ کا آفس نہیں ہے جب دل چاہا آ جاؤ اور جب دل چاہا نا آؤ

اُسکا جواب سن کر ذولفقار صاحب نے دھاڑ کر کہا اور یہاں نور کا دماغ گھما

آواز نیچے،اور رہی بات میرے باپ کے آفس کی تو وہ آپ بھی اچھے سے جانتے ہے

نور کے جبڑے بھینچ چکے تھے وہ دانت پر دانت جمائے بولی ذوالفقار صاحب نے غصے

سے اپنا موبائل دیوار پہ مارا اُسکے اونچی آواز میں بولنے سے سب اُسکے جانب متوجہ ہو

چکے تھے

کون تھا؟

جنت نے پوچھا

کوئی نہیں میں گھر جا رہی ہوں

وہ کہے کر کار میں بیٹھ کر تیز سپیڈ سے اُڑا لے گئی وہ سب نا سمجھی سے وہی دیکھتے رہے

جہاں سے نور گزری تھی وہ سب تو پل پل اُسکے بدلتے رویے کو دیکھ رہے تھے

ایک بات بتاؤ یہ اتنا غصے میں کیوں رہتی ہے

طلحہ نے سوال کیا

وہ ایسی ہی ہے اُسے بہت جلد غصہ آ جاتا ہے

جنت نے جبراً مسکرا کر کہا

ایسا لگ رہا تھا بس کسی کا خون کر کے دم لیگی

حانم نے اُسکا غصّہ یاد کر کے ہنستے ہوئے بولی

ویسے ایک بات بتاؤ تم دونوں بہن ہو نا

شان نے سوال کیا تو جنت نے اس بات میں سر ہلایا

تو پھر نور کے نام میں عزیز اور تمہارے نام میں حبیب کیوں لگا ہے

شان نا سمجھی سے گویا ہوا جنت کی مسکراہٹ سکڑی آنکھوں کے پردوں میں کئی منظر گھما وہ کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہی سب اُسکے جواب کے منتظر تھے۔۔۔اُسکے چہرے کا اُتار چھڑاؤ دیکھ رہے تھے

پھر کبھی بتاونگی لمبی کہانی ہے

اسنے خود کو نارمل رکھتے پھیکی مسکراہٹ سے کہا

اچھا چلو بہت وقت ہو گیا ہے میں اب چلتی ہوں

جنت نے کہا تو سب نے ہاں میں سر ہلایا اور اپنی اپنی کار میں بیٹھ کر اپنے گھر کی راہ لی

فون اٹھاؤ ذولفقار

حاکم نے ذولفقار صادق سے کہا جس کا فون بار بار رنگ کر رہا تھا مگر وہ نمبر دیکھ کر اٹھا نہیں رہا تھا اُسکے کہنے پر ذولفقار صادق نے فون کو گھورتے ہوئے یس کیا

اسپیکر پر کرو

حاکم نے کہا تو ذولفقار صادق نے حاکم کو گھورتے ہوئے اسپیکر پر کر کے ڈیسک پر رکھ دیا

لگتا ہے زیادہ صدمہ لگ گیا ہے جو میرا فون بھی ریسیو نہیں کر رہے ہو

ایجنٹ 401 نے کہا

میں اپنے دشمنوں کو کھلا کیا چھوڑ دیتا ہوں وہ تو سر پر ہی چڑھنے لگتے ہیں

ذولفقار صادق نے طنزیہ لہجے میں کہا

یہ طنز بعد میں کر لینا ابھی مجھے تمہیں ایک تحفہ دینا ہے

ایجنٹ 401 نے مسکراتے ہوئے کہا مگر آنکھوں میں شعلے ابل رہے تھے

دشمنوں کے تحفوں سے ہمیشہ محتاط رہنا چاہیے

ذولفقار صادق نے چیئر سے اٹھتے کہا

گھبراؤ نہیں اس بار فون سے تحفہ دونگا

ایجنٹ 401 نے اپنے چیئر سے آٹھ کر کہا کان میں بلوٹوتھ لگا ہوا تھا

میں ہر دم ہر چیز کے لیے تیار رہتا ہوں اور یہ گھبراؤ مت مجھ سے مت کہا کرو

اسنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر جمائے موبائل کے جانب تھوڑا جھکتے بولا

کیا تم میری اصلی آواز سنو گے

وہ ایک شیشے سے بنی دیوار کے جانب آ کھڑا ہوا۔۔۔ باہر کا ہر نظارہ اُسے نظر آ رہا تھا اُسکی

بات پر ذولفقار صادق اور حاکم چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا

کیا ہوا خاموش کیوں ہو

اسنے ہنستے ہوئے کہا

کون ہو تم

اُنہیں جاننے کا تجسس ہوا

بہت جلد پتہ چل جائے گا ذولفقار صادق

اس بار کوئی نسوانی آواز فون میں گنجی شاید یہ اُسکی اصلی آواز تھی لڑکی کی آواز سن کر اُن

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دونوں کے چہرے پر تضحیک آمیز تاثرات سجے

اب ایک لڑکی میرا مقابلہ کرنے چلی ہے

ذولفقار صادق نے استنزائیہ ہنستے ہوئے کہا

مت بھولو ذولفقار اسی لڑکی نے تمہارا مال دبئی جانے سے روکا تھا اسی لڑکی نے تمہارے

گھر میں گھس کر فلیش اور فائل چرائی تھی اور اسی لڑکی نے تمہاری فیکٹری کو آگ لگائی

تھی

اسنے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا تو ذولفقار صاحب کو آگ ہی لگ گئی

تم۔۔۔۔۔

اچھا رکھو بہت جلد ملاقات ہو گی

ایجنٹ 401 نے اُسکی بات کاٹ کر کہا اور فون بند کر دیا ذوالفقار صادق فون کو گھور کر رہے گئے

کون ہے یہ

حاکم نے سوال کیا

مجھے کیا پتہ کون ہے

اسنے چیئر پر بیٹھتے کہا

یہ کونسی بات کر رہی تھی فیکٹری فلیش فائل

حاکم نے نا سمجھی سے پوچھا تو ذوالفقار صادق نے ہر بات بتادی دن با دن انکے راستے کا کانٹا بنتے جا رہے تھے

ایک یہ اور ایک وہ لڑکی دونوں نے جینا حرام کر کے رکھا ہے

ذوالفقار صادق کا اشارہ نور کے جانب تھا

اس سے پہلے یہ دونوں مزید تمہارا نقصان کرے تم انہیں راستے سے ہٹا دو

حاکم نے مشورہ دیا ذوالفقار صادق کے دماغ میں بھی یہی چل رہا تھا

رات کے اس اندھرے میں ایک کاٹیج سے روشنی اُبھر رہی تھی اس کاٹیج میں دو نفوس بیٹھے تھے ایک زیادہ عمر کے پروقار شخص اور ایک خوبرو نوجوان بیٹھا تھا جب اُنہوں نے سوال کیا

تم کیوں اُسکی حفاظت کرنا چاہتے ہو

یوہی

اسنے کندھے اچکا کر لاپرواہی سے جواب دیا

کچھ بھی یوہی نہیں ہوتا ڈیول

اُنہوں نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے کہا تو اسنے اپنی نظر چرائی اُسے ڈر تھا کہیں اُسکی آنکھیں ناپڑھ لے

آپ سن نا کیا چاہتے ہے

اسنے زچ ہو کر پوچھا

جو تم بتانا نہیں چاہتے

اُنہوں نے کہا

میں کیا نہیں بتانا چاہتا

ڈیول نے اُنہیں دیکھتے پوچھا

جو میں پوچھ رہا ہوں

آپ مجھے کنفیوز کر رہے ہے

وہ اپنی چیئر سے اٹھتا جھنجلا کر بولا

میں تمہیں کنفیوز کر رہا ہوں

اُنہوں نے مسکرا کر کہا

آپ سمجھ گئے ہے میں اُسکی حفاظت کیوں کرنا چاہتا ہوں تو اس سوال کا مطلب

اسنے ایک ابرو اٹھا کر پوچھا

میں تمہارے زبان سے سنانا چاہتا ہوں

اُنہوں نے شاید قسم کھائی تھی اُسے زچ کرنے کی

افف افف میں نہیں بتا رہا

وہ جھنجلا کر کہتا اپنی چیئر سے اٹھ گیا

لیکن مجھے پتہ ہے

اُنہوں نے پھر مسکرا کر کہا

تو پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہے

ڈیول نے اُنہیں دیکھتے کہا

بتایا تو تمہارے منہ سے سن نا چاہتا ہوں

اُنہوں نے اُسے پھر زچ کرنے کے لیئے کہا وہ زچ ہو بھی رہا تھا

میں جا رہا ہوں

وہ کہے کر کاٹیج سے باہر جانے لگا جب پھر اُنکی آواز سنائی دی

تمہارا نام ڈیول کس نے رکھ دیا تمہارا نام تو انجیل ہونا چاہیے تھا

اُنہوں نے پھر اُسے زچ کرنے کے لیئے کہا مگر اس بار اُسکے ہونٹوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ بکھری وہ پیچھے مڑا

کیونکہ میری انجیل آپ کے پاس ہے اس لیئے مجھے ڈیول بن ناپڑا

ڈیول نے مسکرا کر ہی کہا

مجھے پتہ تھا

اُنہوں نے فاتحانہ مسکراہٹ سے کہا جیسے اپنی بات اُگلوانے میں کامیاب ہو گئے

تو پوچھتے کیوں ہے

وہ کہے کر کاٹیج سے باہر نکل گیا

تم پرفیکٹ ہو میری انجیل کے لیئے

ڈیول جہاں سے گیا تھا وہ وہی دیکھتے بڑبڑائے

وہ آفس میں تھی وہ نور کے روم میں جا رہی تھی جب کسی نے اُسکا بازوں کھینچتے ہوئے اندر گھسیٹا۔۔۔اُسے اندر گھسیٹ کر اس شخص نے روم کا دور لوک کر دیا۔۔۔

How dare you touch me bastard

جنت اُسے دھکیلتی غرائی

کیا میں پھر سے اپنا عمل کر کے دکھاؤ

وہ خباثت سے بولا اسکے اس جملے نے جنت کا دماغ گھما دیا۔۔۔وہ جو سب کو اپنی اوقات میں رکھنا جانتی تھی اسکی اتنی جرات کی کوئی اُسے ہاتھ لگائے۔۔۔جنت غصے سے کھولتے ہوئے اُسکے منہ پر ایک تھپڑ دے مارا۔۔۔وہ اس کے لیے بلکل تیار نا تھا وہ لڑکھڑا کر چیئر پر گرا

اپنی اوقات میں رہو

اسنے عمار کے سامنے انگلی دیکھاتے ہوئے وارننگ کے انداز میں کہا۔۔۔عمار اُسکی وارننگ نظر انداز کرتے ہوئے ایک جھٹکے سے چیئر سے کھڑے ہو کر غصے سے جنت کا ہاتھ پکڑ کر مروڑ دیا

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے تھپڑ مارنے کی

عمار اُسکا ہاتھ اور زور سے مروڑا۔۔۔جنت نے دانت پیس کر اُسے دیکھا۔۔اور اپنے پاؤ سے اُسکے پیٹ میں وار کیا۔۔۔وہ لڑکھڑا کر دور ہوا۔۔جنت غصے سے اُسکے جانب بڑھی اور اُسے موقع دیئے بغیر عمار کے چہرے پر درپہ در گھونسا مارنے لگی۔۔۔ وہ اپنے بچاؤ کے لیے ہاتھ اور پاؤ چلاتا رہا مگر سب بے شد۔۔اُسکے سر پر جیسے خون سوار تھا۔۔۔عمار کو اچھا خاصا مر کر وہ ہاتھ جھاڑتی سیدھی کھڑی ہوئی۔۔۔۔عمار ادھ موا زمین پر پڑا کراہتا رہا

شاید جانتے نہیں ہوں تم مجھے

وہ کہتی ہوئی کچھ ڈھونڈنے لگی۔۔۔جب اُسے وہ چیز مل گئی۔۔وہ آگے بڑھ کر پردے کو ایک جھٹکے سے کھینچ کر پردے کو دو حصّوں میں کر کے۔۔۔۔عمار کے ہاتھ پاؤ باندھنے لگی

یہ کیا کر رہی ہو پاگل لڑکی چھوڑو

درد کر باوجود وہ غصے سے چیخا

ششش۔۔۔۔اونچی آواز میں بات کرنے والے لوگ مجھے نہیں پسند

اسنے اپنے لب پر انگلی رکھتے ہوئے دانت پر دانت جمائے کہا

تم نے میرا غصّہ جگایا ہے جو مجھے کبھی کبھی ہی آتا ہے اور جب آتا ہے ناتب میں اپنے دشمنوں کو کہیں کا نہیں چھوڑتی

اسنے اُسکے پیٹ پر مارا۔۔۔وہ درد سے بلبلا اٹھا

تم پاگل ہو گئی ہو

وہ پھر چیخا

تم نے میرا پاگل پن ابھی دیکھا ہی کہاں ہے

اسنے کہے کر۔۔۔ٹیبل پر پڑا چاقو اُٹھایا اور اُسکے ہاتھوں پر ایک جھٹکے سے وار کر دیا۔۔۔ اُسکی درد بھری چیخ روم میں گونجی۔۔۔روم ساؤنڈ پروف تھا اسلئے اُسکی آواز باہر نا جا سکی۔۔۔اُسکے ہاتھوں سے تیز رفتار سے خون بہنے لگا۔۔۔وہ درد سے چیخ رہا تھا

منہ بند رکھو اپنا

جنت نے اُسکے منہ پر ایک زناٹے دار تھپڑ مارتے ہوئے غرائی۔۔۔۔جنت کی نظر اُسکے ہاتھوں پر پڑی اسنے اپنی آنکھ بند کر کے کھولا۔۔۔پھر اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتی کھڑی ہو گئی۔۔۔خود کو نارمل کر کے اُسکا ہاتھ پاؤں کھول دیا

سوری یار زیادہ غصّہ آ گیا تھا

اسنے دوستانہ لہجے میں کہا تو عمار نے اس پاگل لڑکی کو حیرت سے دیکھا جو اُسے مار پیٹ کر

سوری بول رہی ہے جیسے اُسکے سوری بولنے سے اُسکا زخم ٹھیک ہو جائے گا

وہ ایک نظر اُسے دیکھتی واشروم میں گھس گئی اور پھر اپنے خون سے لدے ہاتھوں کو

صاف کر کے باہر نکلی عمار ٹیبل کے سہارے کھڑا ہو چکا تھا

اگر کسی کو کچھ بتایا نا۔۔۔ تو تمہارے لئے اچھا نہیں ہو گا

جنت نے اُسے سرد آنکھوں سے گھورتے دھمکی دی تو اسنے جلدی سے اپنا سر ہاں میں

ہلانے لگا کی پھر سے اس پاگل لڑکی کا دماغ نا گھوم جائے

اچھا لگتا ہے زیادہ چوٹ لگ گئی ہے ڈاکٹر کے پاس چلے جانا

وہ پھر دوستانہ لہجے میں بولی عمار نے غصے سے اُسے دیکھا۔۔۔

اُسکے گھورنے سے فرق کسے پڑنا تھا۔۔ وہ اُسے نظر انداز کرتی ہوئے ہونٹوں پر

مسکراہٹ سجا کر ڈور کھول کر باہر نکل گئی

وہ کوریڈور سے گزر رہی تھی جب اُسکی نظر سامنے سے آتے صارم پر پڑی، صارم کی

نظر بھی اچانک اُس پر پڑی

یہ لڑاکا بلی یہاں کیا کر رہی ہے

اسنے اپنے دل میں سوچا

یہ بلا یہاں کیا کر رہا ہے

اُسکا خیال بھی صارم سے مختلف نہیں تھا

خیر مجھے کیا بھاڑ میں جائے

صارم نے دل میں سوچا اور آگے بڑھنے لگا وہ کسی کام سے آج آفس آگیا تھا ویسے تو وہ آتا نہیں تھا

ہنہہ میری طرف سے جہاں بھی جائے

وہ بھی سوچتی آگے بڑھ گئی وہ دونوں ایک دوسرے کو اگنور کرتے پاس سے گزر گئے

ہیلو کون

زویا کال ریس کرتے بولی

تمہارا دیوانہ، کیا تمہیں اچھا لگتا ہے میرے منہ سے بار بار یہ لفظ سننا

شیریں لہجے میں کہا گیا زویا نے اچھنبے سے کان سے فون ہٹا کر دیکھا جہاں صرف نمبر شو کر رہا تھا۔۔۔۔ پھر اُسے وہ ٹھرکی یاد آگیا

تم۔۔۔تم

ہاں میری جان میں

لگتا تھا اسنے ٹھرک پن میں پی ایچ ڈی کر رکھی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہارا منہ توڑ دونگی میں اگر تم نے دوبارہ۔۔۔

دانت پیس کر کہتے ہوئے اسنے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا

اوکے میری جان

اسنے مسکرا کر کہا

کون ہو تم

زویا نے دانت پیس کر کہا

تمہارا۔۔۔۔

منہ بند رکھو تم اپنا۔۔۔ صیح صیح بتاؤ کون ہو تم

وہ جو پھر تمہارا دیوانہ کہنے والا تھا مگر اُسکی بات زویا نے بیچ میں ہی کاٹ دی

تم غصے میں اتنی کیوٹ لگتی ہو یار

اسنے کہا تو زویا نے آس پاس دیکھنے لگی کی کہیں اسنے کوئی کیمرا تو نہیں لگا دیا

مجھے اپنی جان عزیز ہے،اب تمہارے گھر آ کر تمہارے کمرے میں کیمرا تو لگا نہیں سکتا

زویا نے کان سے فون ہٹا کر حیرت سے دیکھا کی اُسکی دل کی بعد اُسے کیسے پتہ چل گئی

جب پھر فون سے آواز ابھری

دل کو دل سے راہ ہوتی ہے

اُسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ مسلسل تھی

اسے میری بات کیسے پتہ چل گئ

زویانے پریشانی سے سوچا

جہاں محبت ہوتی ہے ناوہاں سب پتہ چل جاتاہے تم تومیرے دل میں۔۔۔۔

اپنی یہ تھرڈ کلاس ڈائلاگ اپنے پاس رکھو سمجھے یہ نمبر بھی میں بلاک کردونگی

زویانے بیچ میں ہی اُسے ٹوک کر دانت پیس کر کہا

پر دل سے کیسے کروگی

اسنے مسکرا کر کہازویا جل بھن گئ وہ بنا جواب دیئے اُسکا کال کاٹتی نمبر کوبلاک کر دیا

جب پھر اُسکافون بجااسنے کچاچبا کر دیکھا جہاں نمبر شو کر رہا تھازویانے غصے سے کال ریسیو کی

کتنے ٹھرکی آدمی ہو تم ایک بار تمہیں میری بات سمجھ نہیں آتی میں منہ توڑدونگی تمہارا،

اگر پھر مجھے کال کی ناتمہارا منہ نوچ لونگی خبیث ذلیل ایک بار کی بات سمجھ نہیں آتی

تمہارے اور یہ محاورہ ایکدم فٹ ہوتاہے تم پر "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے" ٹھرکی

اپنی بھڑاس نکال کر وہ خاموش ہو کر سانس لینے لگی ایک ہی سانس میں بولنے کی وجہ

سے سانس پھول چکی تھی

کیا ہو گیا ہے وچ اتنی گالی کیوں دے رہی ہو مجھے

دوسرے جانب سے حیرت میں ڈوبی آواز ذوہان کی گونجی توزویا کا دل کیا اپنا سر کسی

دیوار میں دے مارے

تم۔۔۔اوسوری مجھے لگا کوئی اور ہے

زویا نے معذرت کی

تمہیں کیا لگا کون ہے

ذوہان بالکونی میں لگی ریلنگ پر کوہنی ٹکائے بولا

تم نے کال کیوں کی

وہ اُسکی بات نظر انداز کرتے بولی

دل کر رہا تھا وچ

اسنے سر اٹھا کر آسمان کے جانب دیکھا

تمہارا دل کچھ زیادہ ہی چاہ کرنے لگا ہے

زویا نے دانت پیس کر کہا

اچھا سنو کل یونی آو گی

اسنے ویسے ہی سوال کر لیا تھا

کیوں کل تمہاری شادی ہے جو نہیں آؤ نگی

ٹکا سا جواب دیا گیا

جب میری شادی ہو گئی تو تم جاوگی ہی کیوں یونی

اسنے زومنعی انداز میں کہا

تم بکواس بند کرو آؤنگی کل میں یونی مجھے کال نہیں کرنا مجھے نیند آرہی ہے

زویا جمائی لیتے بولی اور اُسکی بات سنے بغیر کال کٹ کر کے سو گئی

ذوہان نے مسکرا کر فون کو دیکھا اور پھر نفی میں سر جھٹکتے روم میں چلا گیا

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

وہ رات کے اس پہر چھت پر کھڑا سگریٹ پر سیگریٹ پھونکے جا رہا تھا ایس ٹرے بھر چکی تھی مگر پھر بھی تو اُسکا زخم نہیں بھرا تھا پھر بھی تو وہ درد میں تھا اُسکی آنکھوں میں درد وا ضح ہو رہا تھا اسنے اُسے اتنا تلاش تو کیا مگر وہ نہیں ملی کیوں نہیں ملی؟ کیا اُسکی محبت میں اتنی طاقت نہیں تھی وہ تو اُسکے نکاح میں تھی نکاح میں تو طاقت ہوتی ہے نا پھر کیوں نہیں ملی؟ اُسکا دل درد سے پھٹے جا رہا تھا

کہاں ہو تم؟

اُسکے لب پھڑ پھائے آنکھوں کے ڈورے سرخ تھے سیگریٹ کے باعث اُسکے لب سیاہ ہو چکے تھے

میں کیوں ہوں؟

اب اُسکا سوال بدل چکا تھا اب وہ خود کے ہونے پر شکوہ کر رہا تھا

تم نہیں ہو تو کیوں ہوں میں

اسنے خود سے سوال کیا اسنے سر اٹھا کر کرب سے آسمان کے جانب دیکھا جہاں چاند آب

وتاب سے چمک رہا تھا چاند کی روشنی اُسکی آنکھوں میں پڑ رہی تھی اُسکی آنکھیں بے آواز رو رہی تھی

عمار حاکم مینشن میں داخل ہوا ہی تھا، سامنے ہی لونج میں حاکم اور ذولفقار صادق بیٹھے نظر آئے وہ اپنی حالت دیکھتا اُنکی نظروں سے چھپ کر اپنے روم میں جا رہا تھا مگر شاید اُسکے قسمت میں پھر بے عزتی لکھی تھی

یہ کیسے ہوا عمار

اُسکے کانوں میں حاکم کی آواز گونجی اُسکے قدم تھمے تھے پھر خود کو کمپوز کرتے مڑا

کچھ نہیں ڈیڈ، چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا

اب وہ یہ تو نہیں بتا سکتا تھا ایک لڑکی سے بڑی کٹائی ہوئی ہے، عزت بھی تو کسی شے کا نام ہے

کہیں سے بھی یہ چوٹ ایکسیڈینٹ کی نہیں لگتی، صاف نظر آ رہا ہے کسی سے مار کھا کر آ رہا ہے

ذولفقار صادق ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے تضحیک آمیز لہجے میں کہا نظر اُسکے چہرے کا

طواف کر رہی تھی ایک آنکھ کے دائرے میں اچھی خاصی نیل پڑ چکی تھی ہاتھ پٹیوں میں جکڑا تھا جگہ جگہ نیل ہو چکی تھی کسی پنچ کا نشان صاف نظر آرہا تھا

اُنکا لہجہ محسوس کرتے عمار اندر تک سلگ گیا

کچھ نہیں ہوا مجھے، چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوا ہے بس

لہجے میں غصّہ شامل تھا

اوکے اوکے، ہائپر کیوں ہو رہے ہو

ذولفقار صادق نے دونوں ہاتھ اُٹھاتے کہا

اچھا ڈیڈ میں روم میں جارہا ہوں

وہ کہے کر جانے لگا مگر تھوڑی ہی دور جاکر وہ واپس حاکم کے طرف آیا

ویسے ڈیڈ یہ دن رات ہر وقت ہمارے مینشن میں ہی کیوں پائے جاتے ہے، کیا انکا گھر نہیں ہے جب دیکھو منہ اُٹھا کر یہاں آجاتے ہے

عام سے لہجے میں حاکم سے کہتا ذولفقار کو ذلیل کر گیا اُسکی بات سن کر ذولفقار صادق کو اشتعال اُٹھا وہ ایک جھٹکے سے صوفے سے کھڑے ہو گئے چہرا تذلیل کے باعث سرخ ہوا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ذولفقار رکو

اُسے مینشن کے باہر نکلتا دیکھ کر حاکم اُسکے پیچھے بھاگے

کیوں رکو میں، کیا ذلیل کرنا ہے

لہجے میں حد درجہ خفگی تھی

تم۔۔۔۔

ابھی میں جارہا ہوں

وہ حاکم کی بات بیچ میں ہی کاٹتے کہتا مینشن سے باہر نکل گیا حاکم اُسکی پشت کو گھورتے پیچھے مڑے جہاں عمار مسکراتی آنکھوں سے منظر دیکھ رہا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ضرورت تھی یہ سب کہنے کی

وہ عمار کے جانب بڑھے

بڈھا کچھ زیادہ ہی بنتا ہے، اس لیئے کہے دیا

وہ صوفے پر بیٹھتا بولا

عمار میری بات غور سے سنو، تم ذولفقار کو کچھ مت کہنا جیتنا ہو سکے نورملی بات کیا کرو۔۔۔۔

ابھی کچھ اور وہ بولے جب بیچ میں ہی عمار نے اُنکی بات کاٹ دی

پہلی بعد ڈیڈ میں کوئی عزت نہیں دینے والا اور دوسری بات۔۔۔۔

میری بات پوری نہیں ہوئی ہے عمار

عمار کی بات کاٹتے حاکم نے سخت لہجے میں کہا تو عمار ناچاہتے ہوئے بھی خاموش ہو گیا

میں اسلئے کہے رہا ہوں کیونکہ ہمیں اس ذولفقار سے بہت فائدہ ہو گا وہ ہماری ڈوبتی کمپنی کو پھر سے بنا سکتا ہے۔۔۔

حاکم اُسے سمجھانے لگے کو بیزاری سے سنتا رہا جب اُنکا سمجھانا بند نا ہوا تو وہ کھڑا ہو گیا

ٹھیک ہے میں سمجھ گیا

وہ جمائی لیتے بولا اور اُنکا جواب سنے بغیر وہ اپنے روم کے جانب بڑھ گیا

صارم تو ٹھیک ہے

وہ ابھی کینٹین میں داخل ہو کر چیئر گھسیٹ کے بیٹھا تھا جب طلحہ نے اُسے غور سے دیکھتے سوال کیا، جس کے رات کو نا سونے اور سگریٹ پینے کی وجہ سے حد درجہ آنکھیں سرخ تھی جن میں نیند کا خمار تھا اور۔۔۔اور کچھ اور بھی تھا ان آنکھوں میں شاید اذیت تھی۔۔۔شاید نہیں یقیناً اذیت تھی ہونٹ ابھی بھی تھوڑے سیاہ تھے

ہاں۔۔ٹھیک ہوں میں، مجھے کیا ہونا ہے

وہ کندھے اچکا کر لاپرواہی سے بولا مگر وہ سب جانتے تھے کی اسنے صرف بات ٹالنے کے لئے کہا ہے وہ تو اُسکے دوست تھے اُنہیں کیسے نا پتہ ہوتا اُسکا ماضی اُسکا درد اُسکی اذیت وہ تو اُسکی زندگی کے ہر موڑ ہر لمحے سے واقف تھے وہ کیسے نا جان پاتے اپنے دوست کی اذیت

کیا تو رات بھر پھر نہیں سویا ہے

ذوہان نے اُسکی آنکھوں میں دیکھتے کہا اُسکی آنکھیں نا سونے کی چغلی کر رہی تھی، وہ کیسے نا پہچانتا اپنے دوست کو کی وہ خوش ہے یا دکھی اگر دوست نا بھی بتائے تو اُسے دیکھ کر اُسکے دل کا حال سمجھ آجاتا ہے

کیا یار تم سب بھی نا۔۔ٹھیک ہوں میں

اسنے بات ٹالنی چاہی

میری جان سب ٹھیک ہو جائے گا مایوس نہیں ہوتے

حمزہ نے اُسے سمجھانا چاہا مگر وہ شاید تھک چکا تھا اسنے اپنا سر چیئر کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں مند گیا صارم کو درد میں دیکھ کر تکلیف اُنہیں بھی ہو رہی تھی دوستی رستہ ہی ایسا

ہے یہ رستہ خون کا نہیں دل کا ہوتا ہے یہاں اگر ایک پریشان ہو تو دوسرا بھی چین سے نہیں ہوتا دوستی تو قلب کا سکون ہوتی ہے ہر چھوٹی سی چھوٹی بات چھوٹے سے چھوٹے لمحے نا شیئر کر لے تو چین نہیں آتا یہ دوستی بے مثال ہوتی ہے

کب یار، کب ٹھیک ہو گا سب

وہ کرب سے بولا تھا

سب اپنے وقت پر ٹھیک ہو جائے گا

شان نے اُسکے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اُسے کھوکھلی سی تسلی دی مگر وہ کچھ کر بھی تو نہیں سکتا تھا اُسے نہیں دیکھا جاتا تھا اپنے دوست کو اذیت میں وہ جتنا لا بالی صحیح مگر وہ اپنے دوستوں کے لئے حساس تھا

میری تلاش کب ختم ہو گئی

اسنے آنکھیں کھول کر آسمان کے جانب سر اُٹھایا۔۔۔جہاں بادلوں سے خالی آسمان صاف شفاف کوئی رنگ نہیں بے رنگ، اُداس خوشیوں سے خالی، در حقیقت تو وہ خوبصورت نظارہ تھا مگر اُسے کہا خوبصورت لگتا وہ تو اُداس تھا۔۔۔اُسکا دل اداس تھا

اُداس نا ہو یار میں سمجھ سکتا ہوں، میں بھی تو اس مرحلے سے گزر رہا ہوں لیکن میں نے

ہار تو نہیں مانی میں ابھی بھی اُسکی تلاش میں ہوں مجھے امید ہے میری بہن بھی ملے گی اور وہ بھی، بس صحیح سلامت ہو

طلحہ نے اُسکے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اُسے سمجھایا وہ کیسے ناصارم کو سمجھتا وہ بھی تو اسی درد سے گزر رہا تھا وہ بھی تو اسی مرحلے سے گزر رہا تھا مگر اسنے ہار نہیں مانی تھی اُسے اُمید تھی وہ اپنی منزل پا کر رہے گا، ہار تو صارم نے بھی نہیں مانی تھی مگر وہ کہتے ہیں نا جب راستے نہیں ملتے تو مسافر سفر میں بھٹک کر تنہا ہو جاتا ہے اور پھر اُسے اپنی منزل پانے کی اُمید بھی ختم ہونے لگتی ہے اگر کوئی بھی ایک تھوڑی سی تسلی تھوڑا سا اُمید جگائے تو وہ پھر سے اٹھ کر اپنی منزل کو پانے نکل پڑے گا اور جب سفر میں اچھے دوست ہو تو اُمید ہارنی ہی نہیں چاہیئے

یار تم سب بہت اچھے ہو

وہ بے ساختہ طلحہ کے گلے لگتا بولا تو اُن چاروں کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری

یار ہٹ جا تیری محبوبہ نہیں ہے وہ

ذوہان واپس اپنے موڈ میں آتا بولا تو صارم الگ ہوتا اُن سب کو دیکھ کر مسکرایا اُسکی مسکراہٹ دیکھ کر اُن سب بھی مطمئن ہوئے

ایسے کیا گھور رہا ہے یار

شان جو گال پر ہاتھ رکھے کب سے صارم کو غور سے دیکھتے کچھ سوچ جا رہا تھا جب

صارم اپنے ازلی انداز میں بولا

میں گھور نہیں رہا ہوں دیکھ رہا ہوں

وہ اپنے گال پر سے ہاتھ ہٹاتا بولا

خیر اسے دیکھنا تو نہیں کہتے، ویسے کیا دیکھ رہا تھا؟

صارم نے آئبرا ؤ اُچکاتے پوچھا

میں دیکھ رہا ہوں یار تیری شکل ایکدم لومڑ سے ملتی ہے

وہ سنجیدگی سے بولا وہ سب جو غور سے اُسکی بات سن رہے تھے جیسے کچھ خاص بات

بتانے جا رہا ہو مگر صارم کی شکل کے بارے میں اُسکی رائے جان کر اُن تینوں نے چھت

پھاڑ قہقہ لگایا صارم نے اُسے گھورا

یار گھوروں تو نہیں آئی نو آئی ایم ہینڈ سم

وہ اترا کر بولا تو ایک بار پھر اُنکا قہقہ گنجا مگر اس قہقے میں صارم کا قہقہ بھی شامل تھا

ہاہاہاہاہا تو اور ہینڈ سم

صارم نے ہنستے ہوئے اُسکا مذاق بناتے کہا تو شان کوئی جواب دیئے بغیر خود ہنسنے لگا اُن چاروں کے قہقے میں اب اُسکا بھی قہقہ شامل تھا

دوستی چیز ہی ایسی ہے مذاق بنائے بغیر دن نہیں کٹتا دوستوں میں بیٹھوں تو مشکل ہی ہوتا ہے کسی کا سنجیدہ ہونا

جاری ہے۔۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین